New Era Magazine
www.neweramagazine.com
NEW ERA MAGAZINE
خوبصورت مذاق
از قلم عظمی ضیا

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

(مکمل ناول)

خوبصورت مذاق

از عظمیٰ ضیاء

ہماری ویب میں شایع ہونے والے ناولز کے تمام جملہ و حقوق بمعہ مصنفہ کے نام محفوظ ہیں۔ ہمیں اپنی ویب نیو ایرا میگزین(New Era Magazine)کیلئے لکھاریوں کی ضرورت ہے۔ اگر آپ ہماری ویب پر اپنا ناول، ناولٹ،افسانہ،کالم،آرٹیکل، شاعری، پوسٹ کروانا چاہیں تو اردو میں ٹائپ کر کے مندرجہ ذیل ذرائع کا استعمال کرتے ہوئے ہمیں بھیج سکتے ہیں۔

(Neramag@gmail.com)

(انشااللہ آپ کی تحریر ایک ہفتے کے اندر اندر ویب پر پوسٹ کر دی جائے گی۔مزید تفصیلات کیلئے اوپر دیئے گئے رابطے کے ذرائع کا استعمال کر سکتے ہیں۔

شکریہ ادارہ: نیو ایرا میگزین

☆☆☆☆☆

(تیری یاد ساتھ ہے)

ایسا پہلی بار ہوا تھا کہ اسکے موبائل کی اسکرین پہ یوٹیوب کی بجائے پی ڈی ایف فائل کھلی ہوئی تھی جو مینہ نے اسے بھیجی تھی۔

"ثمرین خان کا نیا ناول ہے۔"خوبصورت مذاق"۔ مذاحیہ ناول ہوگا۔۔امید ہے آپکا موڈ فریش ہوگا۔۔ ضرور پڑھیئے گا۔۔میں بھی یہی پڑھنے لگی ہوں۔۔"

مینہ نے پی ڈی ایف فائل بھیجی تھی جسے اسے چاروناچار کھولنا ہی پڑا۔ایک صفحہ پڑھنے کے بعد اسے اس میں مذاق کا کوئی سین نظر نہیں آیا سو اس نے اکتاتے ہوئے فائل بند کرنے کی کی۔

جب سے امی ابا عمرہ کے لیئے گئے تھے،وہ اسے بہت کم ہی اکیلا چھوڑتی تھی۔اگر کبھی وہ اکیلا ہوتا بھی تو وہ واٹس ایپ پہ اسے میسج کر کر کے تھکا مارتی۔"آپ ٹھیک تو ہیں لڈو بھائی؟"، "آپ سو گئے لڈو بھائی؟؟" "کیا کر رہے ہیں؟؟" وغیرہ۔وغیرہ۔

اسکی گول مٹول جسامت کی وجہ سے وہ اسے لڈو کہہ کر پکارتی تھی۔

اس نے باورچی خانے کا کام ختم کیا اور موبائل لے کر اسے دوبارہ میسج کیا۔

"پڑھ رہے ہیں لڈو بھائی؟؟؟ میں بس برتن وغیرہ دھو کر پڑھتی ہوں۔۔ پھر صبح تبادلہ خیال کریں گے۔۔" اس کی طرف سے دوبارہ واٹس ایپ پہ میسج موصول ہوا۔

”ایسے لگ رہا ہے جیسے ہم ایک گھر میں نہیں۔ دو الگ الگ شہروں میں رہ رہے ہیں۔۔“ وہ اسکی پرواہ پہ نیم انداز میں مسکراتے ہوئے بعد ازاں سنجیدہ ہوا۔ کیونکہ وہ جانتا تھا کہ ایک گھر میں رہتے ہوئے شہروں جتنے فاصلے قائم کرنے والا بھی وہ خود ہی تھا۔

اس نے فائل دوبارہ کھولی اور ٹیرس پہ آموجود ہوا۔ کھلے آسمان تلے ٹھنڈی ہواؤں کا مزہ لیتے ہوئے وہ ٹیرس پہ موجود کرسی پہ بیٹھا۔

"آخر کیا ہے ایسا اس میں۔۔" اس نے تجسس بھرے انداز میں خود کلامی کی۔ اور ٹیک لگا کر بیٹھتے ہوئے موبائل کی اسکرین پہ نظریں جمائے دیں۔ اسکا ارادہ تو اسکی صرف ایک قسط پڑھنے کا تھا مگر دلچسپی کا ایسا سلسلہ بندھا کہ اسے احساس ہی نہ ہوا کہ کب اسکے سر پہ موجود چاند غائب ہو گیا اور اسکی جگہ سورج نے لے لی۔

اسے ایسے لگا کہ وہ یہ سب جی چکا ہے۔ کسی نے نہایت ہی خوبصورتی سے اسکی زندگی کا نقشہ کھینچا تھا۔

صبح ہوتے ہی اس نے سب سے پہلے فیس بک کھولی اور اس مایہ ناز لکھاری کو فیس بک پہ تلاش کرنے لگا۔ ”ثمرین خان“ اس نے سرچ بار میں اسکا نام ٹائپ کیا۔ لیکن بے سود۔۔ ”اب کیا کروں؟؟“ وہ خود سے سوالیہ بولا۔ اسے نہ ناشتے کی فکر تھی

اورنہ ہی ہاتھ، منہ دھونے کی۔۔اسے یہ خیال ہی نہیں گزرا کہ وہ پبلیکیشن کمپنی سے رابطہ کرے اور لکھاری کے بارے میں دریافت کرے۔

''ایمن۔۔ کہاں ہو تم؟؟ کہاں کہاں نہیں ڈھونڈا تمہیں۔۔ اور آج ملا بھی تو کیا؟؟ تمہارے ہاتھ سے لکھا ناول۔۔'' اسے سوچتے سوچتے وہ پسینے میں شرابور ہو چکا تھا۔

بھلے ہی لکھاری کا نام ثمرین خان تھا مگر لکھی گئی کہانی کسی اور کی تھی۔

"شاید اپنی ہار کا بدلہ لیا ہو اس نے۔۔ شاید۔۔ لیکن۔۔" اسکے ذہن میں ناول پہ لکھی گئی یہ لائن رہ گئی تھی۔وہ کافی دیر تک اس بات کو سوچتے ہوئے اندر ہی اندر زخموں سے چور ہو رہا تھا۔اپنی منجمد آنکھوں کو وہ زمین کے ساتھ ٹکائے ماضی کی ہر تلخ یاد کو سوچنے لگا۔

مینہ کے ٹیرس پہ آتے ہی اسکے انہماک کا سلسلہ ٹوٹا۔ ''ارے لڈو بھائی کیا ہو گیا ہے؟؟'' اسکی آنکھیں تیز دھوپ کے باعث بند ہو رہی تھیں۔

''ہاں۔۔'' وہ بوکھلایا۔اس نے اپنی آنکھیں زمین پر سے ہٹائیں۔

''میں نے کہا۔۔ کیا ہوا؟؟؟ پینتالیس ڈگری درجہ حرارت میں آپ دھوپ کا مزہ لے رہے ہیں۔۔ کیا ہو گیا ہے آپکو؟؟ '' وہ اسکے قریب آکر پر زور انداز میں بولی تھی

۔

”ہاں؟؟“ اس نے اپنے ماتھے پہ موجود پسینے کو فوراً صاف کیا اور اس سے بولا۔ "کیا ہوا؟"

"کچھ نہیں۔۔آپ ٹھیک تو ہیں؟؟ “ اس نے اسکے چہرے پہ گہری نگاہ ڈالی جس سے پسینے کے قطرے اسکی آنکھوں میں پڑ رہے تھے۔

”ہاں ٹھیک ہوں۔۔پانی لا دو مجھے پلیز۔۔۔“ اس نے فوراً سے اپنے دوپٹے سے اسکا پسینہ صاف کیا۔

”ہاں۔۔لاتی ہوں۔۔لیکن کمرے میں چلیئے۔۔ٹمپریچر بہت زیادہ ہے۔۔“ اس نے زور دے کر کہا تو وہ اٹھا اور کمرے کی جانب بڑھا۔

”مینہ۔۔پینتالیس ڈگری درجہ حرارت سے کیا فرق پڑتا ہے؟؟“ اسکی بات پہ وہ جاتے جاتے رکی اور پلٹ کر اسکی طرف نگاہ ڈالی، جو بمشکل ہی اپنے قدموں پہ کھڑا ہوا تھا۔

”میری وجہ سے کوئی ایک سو چار درجہ حرارت برداشت کر رہا ہے۔۔اور مجھے تو پھر اتنا برداشت کرنا ہی پڑے گا نا؟؟؟“

”کون؟؟“ اسکا دل دہل کر رہ گیا تھا۔ ”کس کی بات کر رہے ہیں؟؟“

"وہی۔۔" وہ سمجھ چکی تھی کہ وہ کس کی بات کر رہا ہے۔

اک وہی تھی جو اپنے بھائی کا دکھ سمجھتی تھی۔ مگر اس کے لیئے کیا کر سکتی تھی؟؟ "کچھ بھی نہیں۔۔" وہ اسکے قریب آئی اور اسکا ہاتھ پکڑ کر اسے ٹیرس سے کمرے میں لے گئی۔اس نے فوراً جگ سے گلاس میں پانی انڈیلا اور اسے دیا۔

"نہیں۔۔ نہیں چاہیئے۔۔" وہ خود سے اکتا چکا تھا۔وہ کرسی پہ نظریں جھکائے خود کے ساتھ جیسے لڑ رہا تھا۔

اسکی حالت کے پیشِ نظر وہ بے حد بے چین ہونے لگی تھی۔ابھی تھوڑی دیر پہلے ہی اس نے اسے خود پانی لانے کا کہا اور اب خود ہی پانی پینے سے انکار کر رہا ہے۔بلاشبہ یہ بات اسکے لیئے پریشان کن تھی۔

"بھائی پلیز۔۔ تھوڑا سا پی لیں پلیز۔۔" وہ منمنائی۔اس کی درخواست پہ اس نے گلاس پکڑا اور دو گھونٹ نہایت اذیت سے اپنے حلق میں اتارتے ہوئے گلاس سائیڈ ٹیبل پر رکھ دیا۔

"ہاتھ، منہ دھو لیجیئے۔۔"

"ہاتھ۔۔منہ۔۔" اس نے اسکی جانب ایسے دیکھا جیسے اس نے کوئی عجیب بات کہی ہو۔

"جی۔۔کوئی۔۔انہونی بات کی ہے میں نے۔۔۔روزانہ ہاتھ منہ دھوتے نہیں؟؟" وہ نیم انداز میں مسکرائی۔

"ہاں۔۔ لیکن اسکا کیا؟؟جو میری وجہ سے کسی کو منہ دکھانے کے لائق نہیں رہی۔۔" اسکی ادھوری باتوں کو اب وہ سمجھ چکی تھی، تبھی بولی۔

"آئم کا پتہ چلا؟؟"

"نہیں۔۔ ثمرین کا۔۔" اس نے گہری سانس لی۔

"ثمرین۔۔ کون ثمرین؟؟" وہ الجھی۔

"آئم۔۔" اس نے ایک لفظ میں ہی جواب دیا۔

"اف۔۔ہو۔۔بھائی۔۔ آپ کیا کہہ رہے ہیں۔۔میری سمجھ سے باہر ہے۔ پہلے۔۔آئم۔۔اب۔ ثمرین۔۔" اسکا دماغ ماؤف ہو چکا تھا۔

"آپ فریش ہو آیئے۔۔تب تک میں ناشتہ لاتی ہوں۔۔پھر تفصیل سے بات کرتے ہیں۔" وہ اتنا کہتے ہی وہاں سے چلتی بنی۔

اسکے وہاں سے جاتے ہی وہ واش روم میں گیا۔اس نے شاور کھولا اور خود اسکے نیچے آکھڑا ہوا۔جو آنسو پچھلی رات سے اسکی آنکھوں کو منجمد کیے ہوئے تھے،شاور کے پانی کے ساتھ زار و قطار بہہ گئے۔

"آئم۔۔ کہاں ہو؟؟ کاش۔۔ لوٹ آؤ۔۔" وہ ایسے بولا جیسے وہ اسے سن رہی ہو۔ جبکہ وہ جانتا بھی تھا کہ وہ اس سے کوسوں دور، کسی اور دیس میں ہے۔

☆☆☆☆☆

"بھئی۔۔فیصل آباد کی لڑکیوں کو سنگیت کے مقابلے میں ہرانا کوئی آسان بات نہیں۔۔ یہ آئم تھی جو بڑے فخر سے بولی جبکہ اسکے پیچھے لڑکیوں کے ہجوم نے اسکی بات کی پرزور تائید کرتے ہوئے زوردار قہقہہ لگایا۔

"اوہ۔۔ تو یہ بات ہے۔۔ لاہور کے لڑکے بھی کچھ کم نہیں۔۔" احمر بھی بڑے فخر سے بولا تو اسکے ساتھ لڑکوں کے ہجوم نے بھی اسکا ساتھ دیا۔ وہ اسکی بات پہ ایسے مسکرائی جیسے اس نے کوئی مذاق کیا ہو۔

اس نے اپنے ماتھے پہ لگی بندیا کو ٹھیک کیا اور پھر اپنے بھورے بالوں کو کانوں کے پیچھے کرتے ہوئے کندھے اچکا کر بولی۔ "ہاں۔۔سوائے کامن سینس یعنی کے عقلِ سلیم کے ان کے پاس کسی چیز کی کمی نہیں۔۔" وہ زیرِلب بولی تھی مگر احمر کو اسکے الفاظ صاف سنائی دیئے تھے۔

"یہ تو وقت بتائے گا مس۔۔" وہ بھی اسی کے انداز میں بولا۔

اس سے پہلے وہ ایک دوسرے کو اور طنز کے الفاظ سے نوازتے، اسکی سہیلیوں میں سے

ایک سہیلی کی طرف سے آواز بلند ہوئی۔ ''تو ہو جائے مقابلہ؟؟ ''

''ہاں۔۔ہو جائے۔۔ لیکن۔۔ جو جیتا اسکو کیا انعام ملے گا؟؟ یہ بھی ابھی ڈیسائیڈ کر لیجیئے مس ڈمپل۔۔'' اسکی بات پہ آئم ہنستی ہنستی رکی۔اسکے گالوں پہ پڑنے والے گڑھے اسکی بات سے غائب سے ہو کر رہ گئے تھے۔

اس نے اپنی شیر وانی کی آستینیں درست کیں اور اسے دل چھینک نظروں سے دیکھتے ہوئے تمسخریہ انداز میں بولا۔ ''ارے۔۔آپ تو ابھی سے پریشان ہو گئیں۔۔۔کیپ سمائلنگ۔۔ ہنستی اچھی لگتی ہیں آپ۔۔'' اسکی دل چھینک نظر وہ سمجھ چکی تھی۔اس نے اسے کھا جانے والی نظروں سے دیکھا۔

''لڈو بھائی۔۔لڈو بھائی۔۔ آپ یہاں؟؟ کیا کر رہے ہیں؟؟ عارفہ کے لیئے بازار سے گجروں والی جیولری تو لادیں۔۔'' اسکے منہ سے اپنے مقابل حریف کا لڈو نام سنتے ہی لڑکیوں کا زوردار قہقہہ بلند ہوا۔ ''اوہ۔۔۔واؤ۔۔لڈو۔۔۔''

''مینہ۔۔ کیا ہے۔۔ احمر کہو نا۔۔'' اس نے آہستگی سے کہا۔

''اچھا ٹھیک ہے۔۔لیکن وہ گجرے۔۔۔عارفہ نے۔۔۔ ''

''سوری۔۔میں نہیں جا سکتا۔۔بزی ہوں۔۔سنگیت کا مقابلہ ہونے والا ہے۔۔سو کسی اور کو بھیج دو۔۔'' وہ اسکی بات کاٹتے ہوئے بڑی بے نیازی سے بولا۔

''ہا۔۔ لڈو بھائی۔۔حد ہے۔۔ عارفہ کی فرمائش پہ ہی یہاں آئی ہوں۔'' آئمہ نے ایک نظر مینہ پر ڈالی جو اپنے بھائی سے فرمائش کر رہی تھی۔

احمر نے دوبارہ لڈو سنا تو گڑبڑا سا گیا۔ ''کہیں تو عزت رہنے دو میری۔۔'' وہ دل ہی دل میں خود سے بولا۔

''اچھا۔۔ وہ کہہ رہی ہے جب تک احمر گجرے لا کر نہیں دے گا۔۔وہ مہندی کے لیئے اسٹیج پہ نہیں آئے گی۔۔تو پلیز۔۔آپ۔۔''

''اوہ۔۔ ویری رومینٹک۔۔۔'' لڑکیوں کا قہقہہ بلند ہوا۔

''یہ بات سرعام بتانے کی کیا ضرورت تھی مینہ ؟؟؟'' احمر دانت پیستے ہوئے بولا تو وہ چپ کر گئی۔

پورا ہال مہندی کی تقریب کے لیئے سجا تھا۔ایک طرف لڑکے اور دوسری طرف لڑکیاں سنگیت کے مقابلے کے لیئے تیار تھیں۔ان میں احمر بناء اس بات کی پرواہ کیے، کہ وہ دلہا ہے،اپنے دوستوں کے ساتھ موجود تھا۔

''جی۔۔تو۔۔ دلہا بھائی۔۔ آپ جایئے۔۔ بیگم کے لیئے گجرے لینے۔۔آپ سے مقابلہ نہیں ہو گا ہم فیصل آباد کی لڑکیوں سے۔۔'' آئمہ شوخ و چنچل انداز سے اسے ناک چڑھاتے ہوئے بولی تھی۔

”دیکھا؟؟“ احمر نے مینہ کی طرف اشارہ کیا۔ ”ابھی مقابلہ ہوا ہی نہیں کہ تم آگئی۔۔ عارفہ کو بولو۔۔ کوئی قیامت نہیں آئے گی۔۔اگر وہ گجرے نہیں پہنے گی۔۔“ وہ چڑ کر بولا۔

”دیکھیئے۔۔آپ۔۔سب۔۔“ مینہ نے استفہامیہ انداز میں ان سب کا تعارف چاہا۔

”جی۔۔ہم سب کزنز ہیں عارفہ کی۔۔اور ہم سب سہیلیاں۔۔۔“ باری باری سب نے اپنا تعارف کروایا۔

”اور آپ؟؟“ اب کی بار وہ آئم سے بولی۔

”میں آئم۔۔ عارفہ کی بیسٹ فرینڈ۔اٹلی سے آئی ہوں۔۔خاص شادی اٹینڈ کرنے۔۔“ اس نے مسکرا کر اپنا تعارف کروایا۔

”جی۔۔ اگر برا نہ مانیں تو احمر بھائی کو جانے دیں۔۔ آدھے گھنٹے ہی کی تو بات ہے۔۔ پھر کرتے رہیے گا مقابلہ۔۔۔“ اس نے التجائیہ انداز میں کہا تو آئم کھلکھلا کر ہنسی۔

”ویری سیڈ۔۔ دلہا بھائی لڈو۔۔ آپ کی وکالت اب آپکی بہن کرے گی؟؟؟ ہا۔۔ہا۔۔ہا۔۔“

”ایک شرط پہ جانے دیں گے ہم۔۔منظور ہے تو جا سکتے ہیں آپ۔۔اپنی عارفہ کے

لیئے گجرے لینے۔۔۔" وہ بناء کسی لحاظ کے بولی تو مینہ اسکی بے باکی پہ منہ کھولے ہی رہ گئی۔

"کیسی شرط؟؟" آخر مینہ ہی بولی۔

"سمپل۔۔۔ہار مان کر جائیں۔۔تو جانے دیتے ہیں۔۔ ورنہ۔۔"

"ورنہ؟؟؟ " احمر اسکی ادھوری بات کو جاننے کی کوشش کرنے لگا۔

"ورنہ مان لیجیئے۔۔سنگیت میں فیصل آباد کا کوئی ثانی نہیں۔۔" وہ اپنے بالوں کو پیچھے کرتے ہوئے بولی جو بار بار اسکے ماتھے پہ بار بار گر رہے تھے۔

"ہا۔۔ہا۔۔سوچ ہے آپکی۔۔۔" احمر ہنس کر بولا۔

"لیکن میڈم آپ تو "مس اٹیلین ہیں نہ کہ فیصل آبادین۔۔ تو جانے دیجیئے نا۔۔" ان میں سے ایک بولا جس پہ احمر نے کہنے والے کو اشارۃً سراہا۔

"سو وہاٹ؟؟ اٹلی میں تو رہتی ہوں مگر ہوں فیصل آباد کی۔۔دل فیصل آبادی ہے۔۔"

"محب وطن سنا تھا،آپ تو محب شہر نکلیں۔۔ویسے دل یہاں نہ ہی لگائیں تو بہتر ہے۔۔" وہ استہزائیہ انداز میں بولا تھا جس پہ آئم نے آنکھوں کو گول کرتے ہوئے اسے کھا جانے والی نظروں سے دیکھا۔کیونکہ اسکی بات میں اسے سراہنے سے کہیں زیادہ اسکا مذاق اڑایا گیا تھا۔

"آپ کے اس نیک مشورے کی مجھے ضرورت نہیں۔۔۔"جواب گستاخ لہجے میں دیا گیا تھا۔

''احمر بھائی۔۔۔'' مینہ دونوں کی باتوں سے عاجز آچکی تھی۔

''مینہ ۔۔جاؤ پلیز۔۔'' وہ ذرا نرمی سے بولا مگر تحکم صاف اور واضح تھا۔

''مگر بھائی۔۔وہ۔۔ ''

''میں لا دیتا ہوں۔۔۔'' اسکے کسی ایک دوست نے رضاکارانہ طور پہ کہا۔

''نہیں۔۔۔ آپ بھی کیجیئے سنگیت مقابلہ۔۔۔'' اس نے برا سا منہ بنا کر کہا۔

''اور آپ۔۔ بھائی۔۔۔'' وہ جاتے جاتے رکی اور احمر کی طرف دیکھ کر بولی۔'' عارفہ کے غصے کے لیئے تیار رہیئے گا۔۔۔'' اس نے جیسے اسے دھمکی دی، جسے اس نے بے نیازی سے آئیں بائیں شائیں کر دیا۔

بے بی پھوپھو نے شور شرابے کی آواز سنی تو وہاں آموجود ہوئیں۔ انہوں نے سبھی کو یکبارگی سے دیکھا۔

"یہاں تو شرم لحاظ ہی ختم ہو گیا ہے۔"جوں ہی انکا دھیان آئم پہ پڑا تو وہ ناگواری سے منہ بناتے ہوئے وہاں سے چلتی بنیں۔

وہاں موجود عارفہ کی سہیلیاں اور کزنز حیران ہوئی تھیں کہ کیسے اس نے اپنی ہونے

والی بیوی کی بجائے آئم کے چیلنج کو اہمیت دی۔

خیر مقابلہ شروع ہوا۔ہر کوئی ایک سے بڑھ کر ایک تھا۔مقابلہ کافی دیر تک چلتا رہا مگر کوئی ہار ماننے کو تیار ہی نہیں تھا۔

آخر فیصل آباد کی لڑکیاں لاہور کے لڑکوں کو ہرا کر فاتح قرار پائیں۔۔ مگر لڑکے تو پھر لڑکے تھے۔۔کہاں کوئی ہار ماننے والے تھے۔۔اور وہ بھی اس صورت جب پورا مجمع انہیں چڑا رہا ہو۔۔

''اب آپ ہار گئے ہیں تو ایکسیپٹ کیجیئے ناں اپنی ہار۔۔ رونا دھونا کیوں لگا رکھا ہے؟؟ جانتی ہوں کہ کوئی بھی لڑکا ہر ہار تسلیم کر سکتا ہے، مگر لڑکی سے ہار پہ اسے لگتا ہے جیسے مرد ہو گیا ہوا سکا۔۔'' اسکے ساتھ ہی اسکی طرف سے قہقہہ بلند ہوا۔

''یہ آپ ایسے ہی ہنستی ہیں۔۔۔بے وجہ اور بے فضول؟؟ معیوب نہیں لگتا آپ کو؟؟'' اسکے بار بار ہنسنے سے وہ اکتا چکا تھا۔اور کچھ دکھ اسے اپنی ہار کا بھی تھا۔

''آپکو کرارہ جواب دیتی اس بات کا اگر آپ میری بیسٹ فرینڈ کے وہ نہ ہوتے۔۔دلہا بھائی عرف لڈو۔۔'' وہ پھر سے ہنسی جس پر وہ مزید زچ ہوا۔

اسے بھی اس کی بات بری لگی تھی مگر وہ ایمن تھی، کہاں کوئی اپنے چہرے پہ اداسی پھیلا سکتی تھی؟؟

شاور کا پانی اسکے آنسو کے ساتھ مل کر اسے اپنے ماضی کی یاد دلا گئے تھے۔ اسکی ہنسی، اسکے قہقہے، گو اسکے چہرے نے ہی اسکو اپنا اسیر کر لیا تھا۔

مینہ ناشتہ دینے کمرے میں آئی تو اسے کمرے میں نہ پا کر پریشان ہوئی۔ واش روم سے پانی کے گرنے کی آواز پر اس نے ناشتے کی ٹرے کو میز پہ رکھا اور خود اسکا انتظار کرنے کی غرض سے کرسی پہ بیٹھ گئی۔ کافی دیر انتظار کرنے کے بعد اس نے واش روم کا دروازہ کھٹکھٹایا۔

"بھائی؟؟ اتنی دیر؟؟ آپ ٹھیک تو ہیں؟؟؟" وہ بارہا بولی مگر اندر سے کوئی جواب موصول نہ ہوا۔ آخر اس نے دروازے پہ دستک دی۔ دستک دیتے ہی اس نے دروازے کو کھلا ہوا پایا۔ "بھائی؟؟ سب ٹھیک تو ہے؟؟؟ بھائی؟؟؟" وہ بار بار بولی آخر ہار کر اسے اندر جانا ہی پڑا۔

"نہیں۔۔ یہ غلط نہیں ہے۔۔۔ اسے مت کہیئے کچھ۔۔ ساری غلطی میری ہے۔۔ میں ہی اسے۔۔۔" وہ فرش پہ بیٹھا اپنے کانوں پہ ہاتھ رکھے اونچا اونچا بول رہا تھا۔

اسکی حالت دیکھتے ہی مینہ فوراً آگے بڑھی۔ "بھائی بھائی کیا ہوا؟؟؟ پلیز بھائی سنبھالیئے خود کو۔۔۔ بھائی۔۔۔" اس نے شاور بند کیا اور اسکے کانوں پر سے اسکے ہاتھ ہٹا کر بولی۔

''میں مر کیوں نہیں جاتا مینہ۔۔ مجھے موت کیوں نہیں آجاتی؟؟ موت نہیں آسکتی تو کم از کم آئم ہی آجائے۔۔'' اسکی حالت دیکھتے ہوئے مینہ کانپ اٹھی۔

''بھائی! ایسا نہیں کہتے۔۔۔اللہ پاک ناراض ہوتا ہے۔۔'' آخر ایک بہن کہاں ایک بھائی کے منہ سے اپنے لیئے موت کی دعا برداشت کر سکتی تھی؟؟ اسکی منت سماجت کرتے ہوئے کوئی پانچ، دس منٹ بعد وہ اسے واش روم سے باہر لانے میں کامیاب ہوئی تھی۔

اس نے ٹاول سے اسکے گیلے بال خشک کیے جیسے وہ بچپن میں اسکے بال خشک کیا کرتی تھی۔اس وقت اسے احمر اپنا وہی بھائی لگ رہا تھا جو بچپن میں اس سے اپنے لاڈ اٹھواتا تھا۔دونوں کی عمر میں بھلے ہی تین سال کا فرق تھا مگر دونوں کی دوستی بالکل ایسی تھی جیسے جڑواں بہن بھائی ہوں۔

☆☆☆☆☆☆

''آپکو کیسے کہوں کہ میرا دل آپکے لیئے دھڑکتا ہے۔۔ لیکن میں کہہ نہیں سکتی۔۔ میں تو خود کا حال خود سے بھی نہیں کہہ سکتی۔کہ کہیں۔۔اگر کسی روز میرے دل نے مجھ سے اقرار کر لیا کہ مجھے تم سے محبت ہے تو شاید۔۔شاید میں ایک لمحے کے لیئے بھی میں جی نہ سکوں۔۔یااللہ! میرے دل سے اسکی یاد مٹا دے۔۔یااللہ!"

وہ جب جب دعا کے لیئے ہاتھ اٹھاتی اسے احمر ضرور یاد آتا تھا۔اور یاد آتا بھی نہ کیسے ؟؟ دونوں کی ملاقات بھلے ہی فلمی انداز میں ہوئی تھی مگر ایسے انداز میں تھی جس میں نہ تو اظہار تھااور نہ ہی کوئی قول و قرار۔۔بلکہ عزت تھی۔

جب سے وہ اٹلی واپس آئی تھی۔الجھی الجھی اور کھوئی کھوئی سی رہتی تھی۔ مسٹر فاروق احمد نے اسے بہت سے سائیکیٹرسٹ کو دیکھایا۔۔بہت سی کوششیں کی کہ وہ کسی طرح سے توزندگی کی طرف واپس آئے۔لیکن اسکے رویے میں کوئی تبدیلی نہیں آئی تھی۔ انکی دوسری بیوی ''ثمرین'' نے بھی اس کوشش میں انکاساتھ دیا۔دونوں ہی یہ سوچ سوچ کر پریشان رہتے تھے کہ آخر اسے ہوا کیا ہے ؟جب سے وہ پاکستان سے واپس آئی تھی،ایسے لگتا تھا اپنا سکون،ہنسی،سب وہیں چھوڑ آئی ہے۔واقعی اسکادل فیصل آباد میں ہی رہ گیا تھا۔

آخر ثمرین فاروق نے اسکے لیئے ایک حل ڈھونڈ ہی لیا۔وہ جو اپنے دل کی بات سائکیٹرسٹ تک سے نہ کہہ سکی تھی،اب اپنی ڈائری پر رات گئے لکھا کرتی تھی،جو ثمرین نے اسے تحفے میں دی تھی۔

****

''بڑی ہی کوئی کمینی ہے تو آئم۔۔ یہ کیا بات ہوئی۔۔ کم از کم اسے جانے دیتی

نا۔۔ میرے لیئے گجرے تو لے آتا نا۔۔اب ہرا بھی دیا تم نے اسے۔۔اور گجرے بھی نہیں لایا۔۔" عارفہ افسردگی سے بولی۔

"اوئے ہوئے۔عارفہ۔۔یہ تم ہو۔۔۔" وہ شرارتی انداز میں بولی تھی۔"بھلا کسی اور سے منگوا لیتی ناں؟؟"

"کسی اور کے لائے ہوئے بھلا کیسے پہن سکتی ہوں میں؟؟" وہ ذرا الجائی سے بولی۔

اسکی دیدنی قابل غور تھی۔ "تم میں ایک رومینٹک عورت چھپی ہو گی۔۔اندازہ نہیں تھا۔۔ ویسے ابھی کر و کال اسے۔۔ابھی لادے گا۔۔رسم ہوناتو ابھی باقی ہے نا؟؟"

"بس رہنے دو۔۔ وقت دیکھا ہے تم نے؟؟ دس بجنے والے ہیں۔۔اس وقت محترم باہر گئے تو ابا سمجھیں گے کہ بھاگ گیا۔۔" عارفہ کی بات سن کر اسے ہنسی آگئی تھی۔

"اس کی ایسی کی ٹیسی۔۔"

"ویسے وہ اپنے ابا سے بڑا ڈرتا ہے۔۔ بھاگے گا تو بالکل بھی نہیں۔۔۔" دونوں کھلکھلا کر ہنسیں۔

ہنستے ہنستے عارفہ یکدم رکی۔اسکے ذہن میں آنے والی ترکیب سے وہ نیم انداز میں مسکرادی۔

"کیا ہوا تمہیں؟؟ ایسے کیوں دیکھ رہی ہو؟؟" اسکا اپنی جانب یوں متوجہ ہونا اسے

الجھا گیا تھا۔

"کیا چل رہا ہے تمہارے دماغ میں ؟؟ "

اسے جواب دیئے بناء ہی اس نے اسے فون ملایا۔اور اسپیکر آن کیا۔

"کہاں ہو لاہوری لڑکے ؟؟ ناک کٹوادی ناں میرے ہونے والے سسرال "لاہور" کی۔۔ "

"اوہ۔۔ہیلو۔۔ چیٹینگ کی ہے تمہاری دوست نے۔۔" احمر بھی اسی کے انداز میں بولا۔

"ارے واہ۔۔ چیٹینگ۔۔ ہا۔ہا۔ہا۔۔"اس نے اسے خوب تنگ کیا۔

"عارفہ پلیز۔۔ میں پہلے ہی تمہاری دوست کی وجہ سے اداس ہوں۔۔اب تم بھی۔۔ تم نہیں جانتی کہ پورے مجمعے کے سامنے کیسے اس نے مجھے لوزر کہا۔ اپنے ہونے والے شوہر کا کچھ احساس ہی کرلو۔۔" اسکی آخری بات پہ دونوں بے اختیار ہنس پڑیں۔

"رسم سے پہلے ملو مجھ سے۔۔" اسکے منہ سے عجیب سی فرمائش سن کر وہ حیران ہوا تھا اوراس سے بھی زیادہ حیرانگی آئم کے چہرے پہ تھی۔

"کیا کررہی ہے؟؟عارفہ۔۔" وہ ہولے سے بولی۔

''اشش۔۔'' عارفہ نے اپنے منہ پہ انگلی رکھ کر اسے خاموش رہنے کا اشارہ کیا۔

''پاگل ہو گئی ہو؟؟ رسم میں ملاقات تو ہونی ہے نا۔۔'' اسکے منہ سے نکلی بے تکی فرمائش پر وہ سر پکڑ کر بیٹھ گیا۔

''میں رسم کے لیئے تیار ہو رہا ہوں ابھی۔۔رسم میں ہی ملتے ہیں۔۔۔'' اس نے فون رکھنے کی ہی کی مگر وہ بولی۔

''تو پھر ٹھیک ہے۔۔ رسم میں، میں نہیں آنے والی۔۔'' وہ کندھوں کو اچکا کر بولی۔

''عارفہ۔۔ میری بات سنو۔۔ تمہیں غصہ ہے نا گجرے نہ لانے پر۔۔ تو امی نے منگوا رکھے ہیں۔۔بلکہ اسکے ساتھ ساری جیولری بھی ہے۔۔ رسم کے وقت پہنائیں گی تمہیں۔۔'' اس نے اسے سرپرائز بتانے کی ہی کی تا کہ اسکی یہ ضد تو ختم ہو۔

''واؤ۔۔ تو بس ٹھیک ہے۔۔ اس میں سے گجرے لیتے آؤ۔۔ دس منٹ ہیں تمہارے پاس۔۔ آ جاؤ۔۔ کمرے کی کھڑکی کھلی ہو گی۔۔'' اس نے جلدی جلدی اپنی بات مکمل کی اور فون رکھنے ہی والی تھی کہ وہ بولا۔

''میں نہیں آ رہا عارفہ۔۔''

''تمہاری مرضی۔۔ لیکن یاد رکھنا۔۔رسم میرے بناء کر لینا۔۔اور جانتے تو ہو نا۔۔ میرے پاس بہانوں کی لمبی لسٹ کی کمی نہیں ہے۔۔'' اس نے اسے خوب بلیک میل

کیااور فون رکھ دیا۔

وہ سر پکڑ کر بیٹھ گیا۔

"یہ سب کیا تھا عارفہ ؟؟" آئم نے حیرانگی سے پوچھا۔

"کچھ نہیں۔۔یہ پکڑ میری چادر۔۔" اس نے اپنی پیلی چادر فوراً سے اتاری اور اسکے ہاتھ میں دی۔

"یہ کیا؟؟ میں کیا کروں گی اس کا؟؟؟" اس کی آنکھیں کھلی کی کھلی رہ گئیں۔

اس نے چادر کو بیڈ پہ پھینکا۔

"میری جان۔۔ کیا ہو گیا ہے؟؟" اس نے ہنستے ہنستے بیڈ پر سے پیلی چادر اٹھا کر اسکے اوپر اوڑھادی۔

"عارفہ۔۔۔یہ سب؟؟؟" آئم کا دماغ سٹپٹا سا گیا تھا۔

"گجرے نہ لانے کی سزا۔۔" عارفہ کی کہی بات کو وہ سمجھ نہیں پارہی تھی۔

"بولا تو ہے اس نے کہ۔۔ "

"تو؟؟ کیا فرق پڑتا ہے؟؟ یہ چھوٹے چھوٹے مذاق ساری زندگی کی بہترین یاد ثابت ہونگے۔۔ دیکھتے ہیں، پہچانتا بھی ہے کہ نہیں۔۔۔" وہ شرارتی انداز میں ہنسی۔

"مگر یہ سب ٹھیک نہیں عارفہ۔۔"

''اشش۔۔۔چپ۔۔ دیکھ ذرا آئینہ۔۔کتنی پیاری لگ رہی ہے ناتو۔۔ ہائے کتنی اچھی لگے گی ناتو جب تم پہ وقت آئے گا یہ۔۔'' وہ پرجوش انداز میں بولی۔بلاشبہ وہ بلا کی خوبصورت لگ رہی تھی۔

''عارفہ۔۔مجھے عجیب لگ رہا ہے۔۔مذاق اپنی جگہ۔۔لیکن یہ سب۔۔'' اس نے آئینہ پہ ایک نگاہ ڈالی تو الجھ کر رہ گئی۔

''آئم۔۔چپ۔۔ لگتا ہے آگیا۔۔'' اس نے اسکے سر پہ اوڑھا دوپٹہ آگے تک کیا، جس سے اسکا چہرہ چھپ گیا۔اور خود الماری کے پیچھے جا کر چھپ گئی۔

عارفہ اندر ہی اندر اسے بے وقوف بنانے پر ہنس رہی تھی جبکہ آئم کا گھبراہٹ کے مارے سانس پھول چکا تھا۔اتنا کہ اسکے ہاتھ پسینے سے شرابور ہو کر رہ گئے تھے۔

وہ کھڑکی کے رستے کمرے میں داخل ہوا اور اسکے قریب جا کھڑا ہوا جہاں وہ اس سے منہ پلٹ کر کھڑی تھی۔

''بہت ہی غلط طریقہ ہے یہ عارفہ۔۔ضد پہ اڑ ہی جاتی ہو تم۔۔اب زیادہ شریف بننے کی ایکٹنگ نہ کرو۔۔جلدی سے رخ پلٹ کر کھڑی ہو تا کہ یہ گجرے پہناؤں اور جاؤں یہاں سے۔۔'' اس نے اپنی قمیص کی جیب سے گجروں کا شاپر نکالا اور اس میں سے گجرے نکالے۔

اسکے پلٹ کر کھڑے ہونے کا وہ انتظار کرتا رہا مگر بے سود۔۔آخر تنگ آ کر اس نے اسے اسکے شانوں سے پکڑا اور اسکا رخ اپنی جانب کیا۔اسکا اسے چھونا ہی تھا کہ وہ کانپ اٹھی۔ایسا پہلی مرتبہ ہوا تھا کہ کوئی مرد اس کے اتنا قریب کھڑا تھا۔

''لو۔۔ اب یہ گھونگھٹ۔۔ عارفہ۔۔ آج مہندی کی رات ہے۔۔ شادی کی رات نہیں۔۔سو گھونگٹ آج نہیں ہٹانے والا۔۔ سمجھی۔۔'' وہ کھلکھلا کر ہنسا۔

وہ اپنا سانس بمشکل ہی بحال کر پا رہی تھی۔اسکی دھڑکنوں کی بے ترتیبی کو وہ محسوس کر چکا تھا۔

''ہاتھ آگے کرو۔۔'' وہ محبت سے مسکرایا۔مگر اسکی طرف سے ہاتھ آگے نہیں کیے گئے تھے۔''عارفہ؟؟ ہاتھ آگے کرو۔۔ کیا ہو گیا ہے تمہیں؟؟؟ پہلے خود بلاتی ہو اور اب دیکھو۔۔'' وہ ہڑبڑایا۔

عارفہ الماری کے پیچھے کھڑی منہ پہ ہاتھ رکھ کر ہنس ہنس کر لوٹ پوٹ ہو رہی تھی۔

احمر نے زبردستی اسکا ہاتھ اپنی طرف کھینچا اور تھوڑی سی دیر کیے بناء ہی ایک گجرہ اسکے ہاتھ میں پہنا دیا۔اسکا،اسکے ہاتھوں کو پکڑنا اسے ایک الگ دنیا میں ہی لے گیا تھا مگر جوں ہی اس نے دوسرے ہاتھ کی طرف اپنا ہاتھ بڑھایا،اس نے اپنا ہاتھ زور سے پیچھے کھینچا جس پہ وہ تذبذب کا شکار ہوا۔

”کیا ہوا؟؟ “

”تمہیں بے قوف بنایا۔۔ بڑا مزا آیا۔۔“ عارفہ الماری کے پیچھے سے نکلی اور قہقہہ لگا کر ہنسی۔

”تم۔۔ یہاں؟؟ تو یہ۔۔ کون؟؟“ اس نے اپنے سامنے موجود کھڑی لڑکی کا گھونگھٹ ہٹانے میں ذرا سی بھی دیر نہ کی۔ ”تم۔۔۔“ اسکی آنکھیں پھٹی کی پھٹی رہ گئیں۔ ”یہ کیا مذاق ہے عارفہ؟؟ “

”تمہیں تنگ کرنے کا ارادہ تھا سو۔۔“ وہ شرارتی انداز میں بولی۔

”حد ہے۔۔“ وہ خونخوار لہجے میں بولا تھا۔ ”مذاق ایسا ہوتا ہے؟؟“ اور آپ؟؟ مس۔۔“ اس سے پہلے وہ اسے کچھ بولتا، وہ بولی۔

”اسے کچھ مت کہو۔۔ میرے کہنے پہ ہی اس نے۔۔ “

”بس کر دو۔۔ مقابلہ کرنے کی سینس ہے ان میں۔۔ لیکن معاملے اور رشتے کی نوعیت سمجھنے کی سینس نہیں۔۔“ اسکا اچھا خاصا موڈ خراب ہو چکا تھا۔

آئمہ نے آنکھوں میں آنسو بھر کر اسے دیکھا۔

”لو۔۔ اب رونا شروع۔۔“ وہ عاجز آکر بولا۔

”احمر۔۔ بتا رہی ہوں نا۔۔ میری غلطی ہے۔۔ یہ تو مان ہی نہیں رہی

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

تھی۔۔" عارفہ نے اسکا غصہ ٹھنڈا کرنے کی کوشش کی مگر بے سود۔

آئم نے اپنے سر پہ اسکی اوڑھائی ہوئی پیلی چادر کو اتارا اور زور سے بیڈ پہ پھینک دیا۔ جتنے غصہ سے اس نے اسے ڈانٹا تھا، وہ اسے ضرور جواب دیتی مگر پاس کھڑی عارفہ کا لحاظ تھا سو اپنا غصہ بیڈ پہ زور سے چادر پھینکنے سے ہی اتار پائی تھی۔ اور روتے ہوئے وہاں سے آناً فاناً غائب ہو گئی۔

"احمر۔۔ رولا دیا نا تم نے اسے۔۔" وہ رونے والے انداز سے بولی۔

"آئی ڈیم کیئر۔۔" وہ بری طرح سے بولا، مگر اندر ہی اندر پریشان بھی تھا۔

اس نے دوسرا گجرہ شاپر میں ڈالا اور شاپر جیب میں رکھا۔ "اب رسم میں پہننا یہ دوسری جیولری کے ساتھ۔۔"

"اچھا۔۔ ریلیکس۔۔ ریلیکس۔۔ ناراض نہ ہونا۔۔" وہ اسکی منت سماجت کرتے ہوئے اسے بمشکل ہی منا پائی تھی۔

"بات ناراضگی کی نہیں ہے عارفہ۔۔۔ بعض اوقات یہ مذاق سچ ثابت بھی ہو جاتے ہیں۔۔" وہ ذو معنی انداز میں ذرا سنجیدگی سے بولا۔

"اللہ نہ کرے۔۔۔" وہ جھٹ سے بولی تو اسے اسکے انداز پہ پیار سا آ گیا تھا۔

"ویسے بری نہیں ہے تمہاری دوست۔۔۔" وہ اسے آنکھ مار کر دیکھتے ہوئے ذرا

شرارتی انداز سے بولا۔

"تو کیا لٹو ہو گئے تم اس پہ؟؟" اس نے گھور کر اسے دیکھا۔

"ہاں بالکل۔۔۔" اس نے اسے خوب تنگ کیا۔

"اچھا۔۔اب تنگ نہیں کرو مجھے۔۔" اس نے کہنی مار کر کہا تو وہ درد سے کراہا۔

"اپنی دفعہ دیکھو ذرا۔۔"اس نے جیسے اسے احساس دلانا چاہا۔

دوسری طرف وہ اسکے کمرے سے نکلتے ہی چھت پہ آگئی تھی۔اسکے چھونے کا لمس وہ ابھی تک اپنے ہاتھوں پہ محسوس کر رہی تھی۔گجروں پہ دھیان پڑتے ہی اس نے ان گجروں کو محبت سے اپنی آنکھوں سے لگایا۔جتنی جلدی میں وہ وہاں سے آئی تھی، گجرے واپس اتارنا تو بھول ہی گئی تھی۔اور اتارتی بھی تو کیسے؟؟ یہ اسکے ہاتھ سے پہنائے ہوئے تھے جسکی محبت کا لمس اسے گجروں کی خوشبو میں محسوس ہو رہا تھا۔ایسا پہلی بار ہوا تھا کہ کوئی اسکے اتنا قریب آیا تھا اور اسکی خوشبو کا لمس وہ چاہ کر بھی اپنے دماغ سے نکال نہیں پا رہی تھی۔

"میں تو اس مذاق کو مذاق سمجھ چکی تھی۔۔پھر کیوں آپ نے اسے حقیقت بنانا چاہا اور میں سب کی نظروں میں گناہ گار ہو گئی؟؟" وہ منظر عام پہ واپس آتے ہوئے اپنی ڈائری پہ سب تحریر کر رہی تھی۔بھلے ہی اسکے ساتھ بیتا حادثہ ایک دن کا تھا، مگر یہ

حادثہ اسکے لیئے ایک صدی جتنا ثابت ہوا تھا۔ ابھی وہ یہ سب لکھ ہی رہی تھی کہ اسے اپنے پہ برسنے والی ایک اور قیامت یاد آئی۔

"اس جیولری میں سے ایک گجرہ تو غائب ہے۔۔ کہاں گیا؟؟" احمر کی امی نے شاپر کو خوب اچھے سے دیکھا اور خوب ٹٹولا۔

عارفہ اور احمر نے ایک دوسرے کی طرف یکدم دیکھا۔

===========================

"بدگمانی"

"اوہ۔۔ شٹ۔۔" عارفہ زیرلب بولی مگر اسکی آواز اسکے ساتھ بیٹھے احمر تک پہنچ گئی تھی۔

دونوں نے ارد گرد ایمن کو ڈھونڈا لیکن وہ کہیں نہیں تھی۔

"دعا کرو۔۔ وہ یہاں نہ آئے۔۔" اس نے آہستگی سے عارفہ کے کان میں کہا۔

"ہو سکتا ہے ایک ِ مس ہو بیگم۔۔" مرتضٰی صاحب نے ان سے کہا۔

"رہنے دیجیئے بیگم۔۔ کیا فرق پڑتا ہے؟" وہ جس انداز سے گجرہ ڈھونڈ رہی تھیں، ایسا معلوم ہو رہا تھا کہ وہ اس میں سے اسے ڈھونڈ کر ہی دم لیں گی۔ ان کے انداز پہ مرتضٰی صاحب ہنسے۔

ابھی وہ اسی کشمکش میں تھیں کہ دونوں کو اپنے سامنے آئمہ نظر آئی، جو اسٹیج کی جانب خراماں خراماں قدم بڑھاتے ہوئے آ رہی تھی۔ احمر کا فوراً دھیان اسکے ہاتھ پہ گیا۔۔ جہاں گجرہ موجود تھا۔ وہ تلملایا۔ کیونکہ وہ جانتا تھا اگر اسکی ماں نے اسکے ہاتھ میں گجرہ دیکھ لیا تو کیا ہوگا۔

"اسلام علیکم آنٹی۔۔ سب ٹھیک تو ہے؟؟ کیا ڈھونڈ رہی ہیں؟ لائیں میں کچھ ہیلپ کروا دوں؟؟" آئمہ انکے قریب آئی اور اپنا دایاں ہاتھ آگے بڑھاتے ہوئے ان سے بولی، کیونکہ اب وہ اپنے سیاہ رنگ کے بیگ کو ٹٹول رہی تھیں۔ عارفہ نے اسے ہاتھ نیچے رکھنے کا اشارہ بھی کیا جسے وہ سمجھ نہ پائی۔

"یہ۔۔۔ تمہارے ہاتھ میں؟؟ یہ تمہارے ہاتھ میں کیسے پہنچا بیٹا؟؟ یہ تو عارفہ کے۔۔" انکی حیرانگی قابل دید تھی۔

"یہ۔۔ یہ۔۔" اسکے لفظوں سے بوکھلاہٹ واضح تھی۔ زبان نے جیسے لفظوں کا ساتھ چھوڑ دیا تھا۔

"یہ عارفہ۔۔۔" وہ اتنا ہی بولی تھی کہ بے بی پھوپھو جھٹ سے بولیں۔

"چرائے ہیں ناں تم نے؟؟"

"جی؟؟" اسکے چہرے کا رنگ فق پڑ گیا۔

''جی۔۔ کچھ شرم کرو۔۔ دلہن کے گجرے ہیں یہ۔۔اور تم نے اسے پہنے کی جرأت بھی کیسے کی؟؟''

''پو پھو کوئی بات نہیں ہے۔۔ کیا ہو گیا ہے۔۔کیا فرق پڑتا ہے اس سے؟؟'' عارفہ فوراََ سے بولی۔

''بہت فرق پڑتا ہے۔۔کل کو احمر کو چرا لے تو؟؟ ''

''پو پھو۔۔یہ آپ کیا کہہ رہی ہیں؟؟'' عارفہ جھٹ سے بولی۔

''بے بی آپا۔۔ چپ رہیئے۔۔'' عارفہ کے ابو نے (نجم علی) نے انہیں مزید کچھ کہنے سے منع کیا۔

''بھائی صاحب۔بدشگونی ہے یہ۔ آج میں چپ نہیں رہ سکتی۔۔میں کہتی رہی آپ سے کہ اسے ایمن سے دور رکھیں۔۔مگر آپ میں سے کسی نے میری بات نہیں مانی۔۔جب اسکا باپ ہی ایسا ہے تو بھلا یہ بھی تو ویسی ہو گی۔۔ خرافا کہیں کی۔۔'' بے بی پو پھو تو بناء سوچے سمجھے بولتی جا رہی تھیں اور ہر کوئی انہیں چپ کروانے کے در پہ تھا۔

''بس۔۔۔ بہت ہو گیا۔۔ بہت سن لی میں نے آپکی۔۔ خبردار اس سے آگے ایک لفظ بھی کہا تو۔۔۔'' آئم کے صبر کا پیمانہ لبریز ہو چکا تھا۔اسکی گونجدار آواز پہ عارفہ

اور احمر دونوں کھڑے ہوئے۔

''یہ لیجیے اپنا گجرہ۔۔ مجھے کوئی شوق نہیں یہ پہننے کا۔۔'' اس نے گجرے کی گرہ کھولنے کی کوشش کی مگر گرہ کو کھول نہ سکی۔

''توبہ۔۔اللہ۔۔اتنی مضبوط گرہ۔۔'' وہ کانوں کو ہاتھ لگاتے ہوئے بولیں۔

آئمہ نے گھور کر انکی طرف کھا جانے والی نظروں سے دیکھا اور گرہ کھولنے میں جھٹی رہی مگر بے سود۔۔

''سنیئے۔۔رہنے دیجیئے۔۔'' احمر کی آواز پہ سب چونکے کہ آخر یہ کیا معاملہ ہے؟ بے بی پھپھو نے ناگواری سے منہ بنا کر دونوں کو دیکھا۔احمر کے گھر والے بھی چکرا کر رہ گئے۔

''اور پھپھو۔۔ آپ؟؟ کیوں بڑھا رہی ہیں بات؟؟ ایسا ویسا کچھ نہیں ہے۔۔یہ سب تو۔۔''اس سے پہلے وہ کچھ بولتا بے بی پھپھو نے مزید بے تکی اور سڑی ہوئی بات کہہ ڈالی جس کے بعد کسی کی کچھ بھی کہنے کی جسارت نہ ہوئی۔

''تو۔۔ یہ تم دونوں۔۔ہم سب کی آنکھوں میں دھول جھونک رہے ہو؟؟ عارفہ۔۔ کہتی تھی نا کہ دور رہو اس سے۔بڑا ہنس ہنس کر باتیں کر رہی تھی ڈھولک پہ اس سے۔ دیکھ لو تمہارا منگیتر ہی لے اڑی۔۔'' وہ مضحکہ خیز انداز میں بولیں جس پہ سب چونک اٹھے۔انکی بات سن کر ایک لمحے کے لیئے عارفہ حواس باختہ ہو کر رہ گئی۔

اس نے ایک گہری لمبی سانس لی اور اپنی پشت کو کرسی کے ساتھ لگاتے ہی آنکھیں بند کر کے خود کو پر سکون کرنے کی کوشش کرنے لگا۔

"بھائی! آخر کیا ہو گیا ہے آپکو؟ جب سے آپ نے ناول پڑھا ہے آپ کی تب سے یہ حالت ہے۔۔اس میں ایسی ویسی کوئی بات تو ہو گی نہیں جو آپ کو ڈسٹرب کرے ۔کیونکہ۔ ثمرین خان مذاحیہ ناول لکھتی ہیں۔۔میں نے تو انکا۔ یہ نیا ناول آپکو اسلیئے بھیجا تا کہ آپ کا موڈ ذرا فریش ہو۔ لیکن آپ تو۔۔۔آخر؟ ہوا کیا ہے؟؟ ایسا کیا پڑھ لیا آپ نے؟؟"

اسکی آمد پہ اس نے اپنی آنکھیں کھول کر اسے سوالیہ نگاہوں سے دیکھا۔"تم نے نہیں پڑھا؟؟"

"نہیں۔۔فی الحال نہیں۔۔راحیل کی امی سے بات ہو رہی تھی۔۔کب آنکھ لگی کچھ پتہ ہی نہیں چلا۔۔" وہ تھکے تھکے انداز میں بولی۔

"خیر۔۔چھوڑیں۔۔ آپ کیا بتا رہے تھے؟؟"

"ثمرین خان۔۔ایمن ہے۔۔" وہ بے حد سکون سے بولا۔

"کیا؟؟ کیا کہہ رہے ہیں آپ؟؟" اسکا دماغ ماؤف ہو کر رہ گیا۔"ایسے کیسے ہو سکتا ہے؟؟ ثمرین خان تو پچھلے پندرہ سالوں سے ناول لکھ رہی ہیں۔۔ جبکہ ایمن کی تو عمر

ابھی جا کر کوئی بائیس، تیئس سال ہوئی ہو گی۔۔ امپاسبل۔۔" اس نے اسکی کہی ہوئی بات کی تردید کی۔

"لیکن۔۔ایسا نہیں۔۔ اس ناول میں جو کچھ بھی لکھا ہے،ایسا لگ رہا ہے آئم کے الفاظ ہیں۔۔ میری اور آئم کی کہانی ہے۔۔" مینہ سر پکڑ کر رہ گئی۔وہ جس چیز سے اسے نکالنا چاہتی تھی،وہ اسی چیز میں دوبارہ گرتا جا رہا تھا۔

"آپ کی کہانی مذاحیہ کہاں تھی؟؟ جبکہ اس ناول کا تو نام ہی "خوبصورت مذاق" ہے۔۔یہ نہیں ہو سکتا۔۔ "

اسکی بات سنتے ہی وہ کرسی پہ سیدھا ہو کر بیٹھا اور زور زور سے ہنسا۔ایمن کو ایسے لگا جیسے اسکے سامنے اسکا چھوٹا بھائی نہیں بلکہ پاگل خانے سے چھوٹا کوئی پاگل ہے جو ہنستے ہنستے بے دردی سے رو رہا ہو۔اسکی حالت پہ مینہ کا دل کٹ کر رہ گیا۔

"مینہ۔۔ ٹھیک کہا تم نے۔ہماری کہانی مذاحیہ نہیں تھی۔۔مگر ہماری کہانی کی شروعات تو مذاق سے ہی ہوئی تھی۔۔عارفہ کا کیا گیا مذاق۔۔اور بے سکون۔۔ہم ہو کر رہ گئے۔۔" اس نے اپنی آنکھوں کے کناروں کو صاف کیا اور سرد آہ بھر کر بولا۔

"بھائی۔۔آپ کو نہیں جانا چاہیے تھا اسکے کمرے میں۔۔" مینہ نے دوٹوک ہی بات

کی۔

''میں تو صرف معافی مانگنے گیا تھا۔۔عارفہ نے کہا کہ میں آجاؤں وہاں۔۔تاکہ۔میں اور وہ مل کر معافی مانگیں اس سے۔۔کیونکہ وہ اگلی صبح ہی اٹلی واپس جانا چاہتی تھی۔۔اور عارفہ اپنی بیسٹ فرینڈ کے بناء شادی نہیں کرنا چاہتی تھی۔۔۔'' وہ کچھ دیر توقف کے بعد دوبارہ بولا۔

''جو کچھ ہوا تھا۔۔اس میں سارا قصور عارفہ کا تھا۔۔میرا قصور صرف اتنا تھا کہ اسے روکنے کی کوشش کرنا چاہی۔۔'' اسے بتاتے بتاتے وہ ماضی میں محو ہو گیا۔

''احمر۔۔تم آسکتے ہو؟؟'' وہ فون پہ اس سے بات کر رہی تھی۔

''اس وقت؟؟ جانتی تو ہو۔۔ابھی کتنا ہنگامہ ہوا ہے۔۔'' اس نے اسے ایسے یاد دلانا چاہا، جیسے وہ سب بھول گئی ہو۔

''جانتی ہوں۔۔ اور بتا چکی ہوں بے بی پھوپھو کو بھی سب۔۔ خوامخواہ تماشہ بنایا انہوں نے۔۔ آنٹی، انکل کیا سوچتے ہوں گے۔۔۔'' عارفہ بے حد پریشانی سے بولی۔

اسکا حال بھی کچھ ایسا ہی تھا۔وہ بھی تناؤ کا شکار تھا۔

''کچھ نہیں۔۔ میں نے بھی انہیں سب سچ بتا دیا ہے ابھی۔۔ ڈانٹ بہت پڑی ہے مجھے۔۔اور ابا کے ہاتھ سے تو۔۔ تھپڑ کھاتے کھاتے بچا ہوں۔۔ اور اب تم مجھے پھر

بلا رہی ہو؟؟" وہ رونے والے انداز میں بولا۔

"احمر۔۔ وہ جارہی ہے صبح۔۔" اس نے بناء تمہید باندھے ہی اسے بتایا۔

"کون؟؟؟" اس نے دماغ پہ زور دیا اور پھر خود سے اخذ کرتے ہوئے بولا۔"تمہاری دوست؟؟ "

"ہاں۔۔آئم۔۔" اس نے اثبات میں جواب دیا۔"مل کر معافی مانگتے ہیں اس سے۔۔تاکہ وہ نہ جائے۔۔پلیز۔۔" وہ اسکی بات ابھی بھی سمجھ نہیں پایا تھا۔

"معافی تم مانگو نا؟؟ مذاق تم نے کیا ہے نا۔۔ میں نے تو نہیں۔۔تو؟؟ میں کیا کروں؟؟ "

" اوہ۔۔گاڈ۔ تم خود ہی تو کہتے ہو کہ کسی کو ناراض کر کے ہم خوشیاں نہیں منا سکتے تو اب؟؟ احمر۔۔پلیز۔۔۔اتنے خود غرض نہ بنو۔۔۔وہ چلی گئی تو میں شادی نہیں کروں گی۔" اسکی بات سن کر وہ سر پکڑ کر بیٹھ گیا۔

"عارفہ۔۔میرے منہ سے نکلی ہر بات پتھر پہ لکیر نہیں ہوتی۔پلیز۔۔۔"وہ زچ ہوا۔ "میں یہیں ہوں۔۔ شادی تو مجھ سے ہونی ہے نا؟؟" اسکا بس نہیں چل رہا تھا کہ وہ اپنے پاس میز پہ پڑا شیشے کا گلاس اپنے سر پر دے مارتا۔

"ہاں۔۔لیکن۔۔ تم جانتے تو ہو کہ وہ اٹلی سے خاص میری شادی کے لیئے آئی ہے۔۔

اور اب وہ ناراض ہو کر جائے گی تو کبھی بات نہیں کرے گی۔۔پلیز۔۔" وہ التجائیہ انداز میں بولی۔

"میں ناراض ہو کر نہیں جاؤں گی عارفہ۔۔۔" وہ واش روم سے باہر آئی تو اسکے منہ سے ہونے والی گفتگو پر اسے جواب دیتے ہوئے بولی۔

عارفہ نے فوراً سے فون بند کیا۔ جبکہ احمر ہیلو ہیلو ہی کرتا رہ گیا۔

"تم کہیں نہیں جا رہی۔۔ سمجھی۔۔ کتنی دفعہ معافی مانگوں تم سے آخر؟؟ پوپھو کو سب بتا کر آئی ہوں۔۔ کوئی تمہیں کچھ نہیں کہے گا۔۔ بلیو می۔۔۔"

اسکی بات پہ وہ طنزیہ مسکرائی۔ "عارفہ۔۔میں اس لیئے نہیں جا رہی کہ مجھے لوگوں کا ڈر ہے۔۔ میں اس لیئے جا رہی ہوں کہ مجھے اپنے ابا کی عزت کا پاس رکھنا ہے۔۔۔بے بی پوپھو کو تو میرے ابا سے شروع دن سے ہی مسئلہ ہے۔۔ اب امی کی ڈیتھ کے بعد ابا نے سمی آنٹی سے شادی کر ہی لی ہے تو کون سا گناہ کر لیا؟؟؟" اس نے اپنے بکھرے بالوں کو باندھا اور اپنا دوپٹہ سر پر لپیٹا۔

"بے وقوف ہیں نا۔۔ محدود سوچ ہے انکی۔۔ تم چھوڑو نا۔۔پلیز۔۔" وہ اسکی منت سماجت کرنے لگی۔

اس نے اسکی طرف دیکھا اور پھر خاموشی سے زمین پر جائے نماز بچھاتے ہوئے فجر کی

نماز کے لیئے کھڑی ہو گئی۔

"اچھا۔۔ میں کافی کا بول کر آتی ہوں۔۔بلکہ۔۔" اس نے گھڑی پہ نگاہ ڈالی۔ جس پہ سحری کے تقریباََ ساڑھے تین بج رہے تھے۔

"بلکہ۔۔میں خود بنالاتی ہوں۔۔ تم نماز پڑھ لو تب تک۔۔ اور خبر دار جانے کا سوچا بھی۔۔ ساری پیکنگ کھولو نماز کے بعد۔۔ سمجھی۔۔۔" وہاں سے جاتے جاتے وہ حکمیہ انداز میں مگر بڑے حق سے بولی تھی۔

اسکے وہاں سے جاتے ہی وہ نماز کی ادائیگی میں محو ہوئی۔

دوسری طرف احمر اسے بار بار کال ملا رہا تھا،اور اسکا فون سائلنٹ ہونے کے باعث ایسے ہی بجتا رہا جس پہ وہ زیادہ اپ سیٹ ہوا۔ پہلے جو ہنگامہ ہو چکا تھا،اسکی اچھی خاصی کلاس لی گئی تھی اور اب اگر صبح پھر سے کوئی تماشا ہو،ایسا وہ نہیں چاہتا تھا۔ کسی سے،کچھ بھی کہے بناء ہی وہ اٹھا اور کمرے سے باہر آیا۔ فجر کی اذانیں اسکے کان میں پڑی تھیں کہ وہ کچھ دیر کے لیئے کاریڈور میں ٹہلنے لگا۔"پہلے محترمہ کا مسئلہ حل کر آؤں۔۔ آکر پڑھتا ہوں نماز۔۔۔" یہ بات اس نے خود سے کہی تھی۔

اذان مکمل ہوتے ہی وہ اس کے کمرے کی جانب بڑھا۔ وہ کھڑکی کے پاس رکا مگر کھڑکی بند تھی۔ تبھی وہ اسکے کمرے کے دروازے تک آیا۔اس نے آہستہ سے

دروازے پہ دستک دی تو دروازے کو کھولا ہوا پایا۔جوں ہی اس نے دروازہ تھوڑا سا سرکایا ہی تھا کہ اسے آئم جائے نماز پہ کالے رنگ کی چادر لیئے بیٹھی،دعامیں مشغول دکھائی دی۔۔وہ تھوڑی دیر کے لیئے رکا مگر پھر دوبارہ دستک دیتے ہوئے اندر داخل ہوا۔

وہ اسکا جو روپ دیکھ چکا تھا۔اس روپ سے ذرا مختلف تھا۔اس پہ تو جیسے سکتہ طاری ہی ہو گیا تھا۔

دوسری طرف عارفہ کافی بیٹر کی مدد سے بیٹ کرتے ہوئے پوپھو سے دماغ کھپائی کرنے میں مصروف تھی۔ "پوپھو۔۔بہت برا کیا آج آپ نے۔۔"

"کیا برا کیا؟؟ جو دیکھا۔۔اس کے مطابق تو اسکے ساتھ بہت کم کیا میں نے۔۔" بے بی پوپھو طعنہ زنی میں ماہر تھیں سو عارفہ ان سے کم ہی بات کیا کرتی تھی مگر اب کی بار اس نے ان کی آئم کے لیئے نفرت کی وجہ جاننے کی ٹھانی۔

"پہلے تو آپ مجھے کہتی تھیں۔۔یا گھر والوں سے۔۔اور آج تو۔۔" وہ کہتے کہتے رکی مگر پھر مزید بولی۔"کیا بیگاڑا ہے اس نے اور اسکے باپ نے آپکا؟؟بتائیں گی ؟؟"

"کہاں ہے وہ؟؟؟" انہوں نے جیسے بات بدلنے کی ہی کی۔

"کمرے میں نماز پڑھ رہی ہے۔اور جانے کے لیئے بضد۔۔پیکنگ تک کر چکی ہے

وہ۔“ اس نے انہیں احساس دلانا چاہا مگر وہ خاموش رہیں۔

”جانتی ہیں نا پوپھو۔۔ کہ خاص میرے لیئے آئی ہے وہ۔۔ ورنہ جانتی ہیں فاروق انکل اسے کبھی بھی پاکستان اکیلے نہ بھیجتے۔۔ اور اب وہ اس طرح سے گئی تو فاروق انکل اسے کبھی بھی نہیں بھیجیں گے پاکستان۔۔“

”ہاں۔۔ تو اسے بھی احساس ہونا چاہیئے نا عزت کیا ہوتی ہے؟؟“ وہ جھٹ سے بولیں۔

”کسے؟؟“ وہ چونکی۔ مگر پوپھو کچھ بھی بولنے سے قاصر رہیں۔

”پوپھو۔۔ کیا کہنا چاہتی ہیں؟؟ بولیں؟؟ کس کی بات کر رہی ہیں آخر آپ؟؟ فاروق انکل کی؟؟؟“ اس نے سوال پہ سوال کیئے اور پھر خود سے جواب اخذ کرتے ہوئے، ان سے جواب کی امید لگائے انکے منہ کی طرف دیکھنے لگی۔

”وہ تو آپکے تایازاد ہیں ناں؟؟ تو پھر ان سے اتنی نفرت کیوں؟؟؟“

’ مجھے بھی ایسا ہی محسوس ہوا تھا۔ جب اس نے مجھ پہ بڑی پوپھو کی بیٹی کو ترجیح دی تھی۔۔ سب گھر والوں نے اسکے فیصلے کی لاج رکھی اور مجھ سے میری مرضی تک معلوم نہیں کی۔۔ کہ میں کیا چاہتی ہوں؟؟“ وہ ذرا آبدیدہ ہوئیں۔

”اوہ۔۔۔ تو یہ وجہ ہے۔۔ ہمیں تو لگا آپ انکی دوسری شادی کے خلاف

ہیں۔۔۔" عارفہ کے ذہن میں ایک سے بڑھ کر ایک بات گھوم رہی تھی کہ کیسے اسکے ابو نے فاروق صاحب کو فون پہ تسلی دی تھی۔

"فاروق۔ تم آخر کیوں پریشان ہو رہے ہو؟؟ ایمن کی ماں بھی تو ہماری بہن تھی ناں۔۔ اور یہ نصیبوں کے فیصلے تو اللہ کے ہاتھ میں ہے۔۔اور ویسے بھی۔۔ تمہاری بیٹی ایمن اور ہماری عارفہ کی محبت تو تم جانتے ہی ہو نا۔۔ یہاں عارفہ ضد لگائے ہوئے ہے کہ اگر ایمن نہیں آئے گی تو شادی نہیں کرے گی۔۔ امید ہے ایمن کا حال بھی ایسا ہی ہو گا۔ تو بس بھیج دیجیئے۔۔ اور بے فکر رہیئے۔۔" اسکے ذہن میں اپنے ابا کے کہے الفاظ گھوم رہے تھے۔

"نصیبوں کے فیصلے" اسکا مفہوم اسے ابھی کوئی پانچ منٹ پہلے ہی سمجھ آیا تھا۔

"خیر۔۔ تم کہتی ہو تو میں اس سے معافی مانگ لیتی ہوں۔۔" پوپھو کچھ دیر توقف کے بعد ذرا شرمندگی سے ڈرامائی انداز میں بولیں۔ "لیکن تمہارے ہاتھ کا گجرا اسکے ہاتھ میں دیکھا تو تن بدن میں آگ لگ گئی۔۔ مجھے لگا کہ۔۔احمر نے اسے پسند کر لیا ہے۔۔"

"اف ف ف۔۔ پوپھو۔۔ آپ اور آپکی بدگمانیاں۔۔آپ نہیں جانتیں کہ آپ نے کیا کیا۔۔" اسکی آوازِ بھرا گئی۔

''تم کہتی ہو تو میں معافی مانگ لیتی ہوں۔۔صرف تمہاری خاطر۔۔لیکن۔۔'' وہ بات کرتے کرتے اسے تجسس میں ضرور مبتلا کر گئی تھیں۔

''لیکن؟؟''اس نے تجسس بھری نگاہوں سے انہیں سوالیہ انداز میں پوچھا۔

''ڈھولک پہ سنگیت مقابلے میں وہ اسکے ساتھ جیسے ہنس ہنس کر باتیں کر رہی تھی،اس سے میری جگہ کوئی اور بھی ہوتا تو اسے بھی یہی لگتا کہ دونوں میں کوئی نہ کوئی تو سین ضرور ہے۔۔اوپر سے تمہارا گجرہ اسکے ہاتھ میں۔۔مانا کہ تم نے مذاق کیا۔۔لیکن اس نے گجرہ اتارا کیوں نہیں؟ تمہاری رسم کے لیئے تمہارا ہی گجرہ پہن کر کس دیدہ دلیری سے وہ آ رہی تھی۔دیکھا نہیں تم نے۔۔'' انکی کہی ایک ایک بات پہ عارفہ سر پکڑ کر رہ گئی۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

انکی خود ساختہ باتوں کا اختتام ابھی باقی تھا۔وہ مزید بولیں۔''اب تمہیں کچھ نظر نہ آئے وہ الگ بات ہے۔۔ دیکھا نہیں تم نے کہ کیسے اس کے جانے کے بعد احمر نے کہا کہ یہ رسم نہیں ہو گی۔۔اسکے لیئے رسم سے کہیں زیادہ وہ اہم ہو گئی۔۔''

اس نے اپنا سر نفی میں ہلایا۔''نہیں پوچھو۔۔ میں بھی یہی کہنے والی تھی جو احمر نے کہا۔۔آپ خوامخواہ ہی۔۔'' وہ بات کرتے کرتے خاموش ہو گئی کیونکہ انکی باتیں اسکے دل میں شک کا ننھا بیج بو گئی تھیں جو کس قدر تناآور ہونے والا ہے اسے اندازہ نہیں تھا۔

''خیر پوچھو۔۔ چھوڑیں وہ سب۔۔ فاروق انکل نے کیا کیا؟؟ مجھے پرواہ نہیں۔۔ آپ پلیز۔۔ آئمہ کو جانے سے روکیں۔۔'' انکی باتوں سے اسکے چہرے پہ حیرانگی تو واضح تھی مگر اسے اس وقت صرف اور صرف آئمہ کا ہی خیال تھا۔

''کہاں جا رہی ہے وہ؟؟؟'' دونوں کی باتیں جب انکے کان میں پڑیں تو وہ کاریڈور سے ہوتے ہوئے سیدھا کچن میں آئے۔

''ابو۔۔ وہ آئمہ۔۔ واپس جا رہی ہے۔۔'' اسکی دائیں آنکھ سے آنسو ٹپکا تھا۔

''نہیں جائے گی وہ واپس۔۔'' انہوں نے اسے اپنے سینے سے لگا کر تسلی دی۔

☆☆☆☆☆☆☆☆

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

''آپ۔۔ یہاں؟؟؟'' اس نے دعا کے بعد دونوں ہاتھ منہ پہ پھیرتے ہی اسے اپنے سامنے پایا تو ششدر رہ گئی۔

''وہ۔۔ عارفہ۔۔'' وہ ذرا کنفیوز ہوا۔

''نہیں ہے وہ یہاں۔۔'' اس نے جائے نماز تہہ لگایا اور اسے لاپرواہی سے دیکھتے ہوئے اپنے ہینڈ بیگ میں چیزیں ترتیب سے رکھنے لگی۔

''آپ جا رہی ہیں؟؟؟'' آخر اس نے خود ہی بات کی۔

''جی۔۔ لیکن فی الحال آپ جائیں یہاں سے۔۔پلیز۔۔عارفہ آئے گی تو آجایئے گا۔۔ ''

''لیکن آپ کا جانا ضروری ہے کیا؟؟؟'' اس نے تھوڑی سی ہمت کر کے اس سے بات کی۔

''آپ ہوتے کون ہیں پوچھنے والے؟؟؟'' وہ سخت کڑے لہجے میں بولی۔

''دیکھیں۔۔جو کچھ بھی ہوا۔۔بہت برا ہوا۔۔آپکا غصہ واجب ہے۔۔ لیکن یہاں سے جانا تو اس مسئلے کا حل نہیں۔۔'' وہ ذرا تحمل سے بولا تھا۔

''آپ ہیں ہی کون؟؟ میں ہوتی کون ہوں آپ پہ غصہ کرنے والی۔۔اور پلیز۔۔'' اسے اپنا لہجہ ذرا گستاخانہ معلوم ہوا تو اپنا غصہ کنٹرول کرتے ہوئے دوبارہ بولی۔''اگر عارفہ کی درخواست پہ آپ مجھے روکنے آئے ہیں تو اسکا فائدہ نہیں۔۔میں جانے کا فیصلہ کر چکی ہوں۔۔''

''آخر اتنا بھی کیا ہو گیا؟؟؟ ہر بندہ آپ سے شرمندہ ہے۔۔بے بی پھو کے کیے کی سزا آخر عارفہ کو کیوں؟؟ جانتی بھی ہیں کہ عارفہ مجھے تو جانے دے سکتی ہے مگر آپ کو نہیں۔۔''

''جانتی ہوں۔۔اسی لیئے جانا چاہتی ہوں۔میں اگر یہاں ٹھہری تو شاید۔۔'' اسکے منہ

سے نکلے ذو معنی الفاظ کو وہ سمجھ نہ سکا، تبھی بولا۔

"شاید؟؟" اس نے اسے مزید بولنے کے لیئے کہا مگر وہ خاموش ہی رہی۔ "کیا مطلب ہوا اس بات کا؟؟ میں سمجھا نہیں۔۔" وہ مکرر بولا۔

"مجھے آپکو کچھ سمجھانا بھی نہیں۔۔اور پلیز بہتر یہی ہو گا کہ آپ جائیں یہاں سے۔۔ اور ایک بات اور۔۔ میں کسی سے بھی ناراض ہو کر نہیں جا رہی۔۔" اسکی آواز میں درد تھا جسے وہ محسوس کر چکا تھا۔

"تو پھر جا رہی کیوں ہیں؟؟" اب کے وہ ہمدردی سے بولا تھا۔

"آپ ہیں ہی کون ہیں؟؟ جسے میں جواب دوں؟؟ اور پلیز۔۔" بادلوں کی گرج سے وہ سہم کر رہ گئی۔اسکے الفاظ ادھورے رہ گئے۔وہ کچھ سنبھلی تو اس نے اپنے دونوں ہاتھ اسکے سامنے جوڑ کر گزارش کی۔

۔آپ جائیں یہاں سے۔۔ پلیز۔۔ "

اس نے نظر بھر کر اسے دیکھا جو اسکے سامنے آنسو بہا رہی تھی۔جب سے اس نے اسے دیکھا تھا، مسکراتے ہوئے ہی دیکھا تھا۔اسکا یہ حال دیکھ کر وہ دل پسیج کر رہ گیا مگر جاتے جاتے رکا اور اسکے قریب آیا جس پہ وہ پریشان ہو کر رہ گئی۔

"میں کون ہوں؟" وہ نیم آواز میں اس سے سوالیہ بولا۔ "اتار دیجیئے یہ۔۔ چلا

جاؤں گا۔۔'' اس نے اسکے ہاتھ پہ نگاہ ڈالی اور اسکے دائیں ہاتھ پہ موجود گجرے کو ہاتھ لگایا تو وہ اس سے پیچھے ہٹی اور دراز میں سے کچھ ڈھونڈنے لگی۔

''کچھ کہا ہے میں نے۔۔'' وہ اسکے پیچھے پیچھے ڈریسنگ ٹیبل تک آیا جہاں وہ دراز میں سے کچھ ڈھونڈ رہی تھی۔

''جی۔۔۔بے فکر رہیئے۔۔اتار کر ہی جاؤں گی۔۔ قینچی ڈھونڈ رہی ہوں۔۔'' اس نے تینوں درازوں کو خوب ٹٹولا مگر بے سود۔۔آخر اس نے گجروں کو مسلنا شروع کر دیا۔ پھولوں کی پتیاں نیچے فرش پہ گرنا شروع ہوئیں ہی تھی کہ اس نے دونوں ہاتھوں کو پیالے کی شکل دیتے ہوئے، اسکے داہنے ہاتھ کے نیچے رکھ دیا۔

''میں نے یہ نہیں کہا کہ آپ اسکا یہ حال کریں۔۔جیسا لیا تھا، ویسا ہی چاہیئے یہ مجھے۔۔۔'' اسکی عجیب ضد پہ اس نے غصہ سے اسے دیکھا۔اور ہاتھ کی مدد سے دھاگے کو توڑنے کی کوشش کی۔دھاگے کی بار بار رگڑ سے اسکا ہاتھ سرخ ہو چکا تھا۔آخر اس نے تیزی سے اسکا ہاتھ اپنے ہاتھ کی گرفت میں لیا تو وہ ہکی بکی رہ گئی۔

''یہ کیا کر رہے ہیں آپ۔۔اپنی حد میں رہیئے۔۔'' اسکی اس غیر معمولی سی حرکت پہ وہ اس پہ چلائی۔

''میں جانتا ہوں اپنی حد۔۔ بے فکر رہیے۔۔'' اس نے اسکا ہاتھ اپنے منہ کے قریب

کیا جسے چھڑوانے کی وہ ناکام کوشش کرتی رہی۔

گجرے کا دھاگا اس نے اپنے منہ میں لیا اور اپنے دانتوں کی مدد سے دھاگا توڑنے لگا۔اسکے اس انداز پہ وہ اسے بت بنا دیکھتی رہ گئی۔ یہ کیسا احساس تھا جس نے اسے اس کے قریب کر دیا، وہ سمجھ نہ پائی تھی۔احمر کا حال بھی کچھ ایسا ہی تھا، جو گرہ وہ دانتوں سے ایک سیکنڈ میں کھول سکتا تھا، اسے لگا کہ وہ اسے شاید زندگی بھر نہ کھول پائے۔

دونوں ایک دوسرے میں اس قدر محو تھے کہ انہیں احساس ہی نہ ہوا کہ کوئی کمرے کی جانب آرہا ہے۔۔بے بی پو پھو، نجم صاحب اور عارفہ کمرے کی جانب آرہے تھے۔ کمرے میں قدم رکھتے ہی تینوں ان دونوں کو دیکھ کر حیران سے رہ گئے۔

بادل کے گرجنے کی آواز سے دونوں سہم کر اپنے حواس بحال کرنے لگے مگر اگلے ہی لمحے جب ان تینوں پہ دونوں کا دھیان پڑا تو دونوں کے ہوش مکمل اڑ گئے۔بادل کے گرجنے کی آواز سے عارفہ کو اپنا دل بند ہوتا ہوا محسوس ہوا۔اسکے ذہن میں بے بی پو پھو کی ایک ایک بات گھوم رہی تھی جسے وہ ہمیشہ جھٹلاتی تھی۔۔لیکن آج سب کچھ اس سامنے تھا۔۔آنکھوں کا دیکھا بھلا کون فراموش کر سکتا ہے؟؟ بھلے ہی اسکے پیچھے کی وجہ کوئی اور ہو۔بے بی پو پھو نے اسکی طرف معنی خیز نظروں سے دیکھا، جیسے کہنا چاہتی ہو کہ ”لو دیکھو! پورا سچ۔۔میرا کہا ایک ایک لفظ سچ ثابت ہوا۔“

"ڈھولک پہ سنگیت مقابلے میں وہ اسکے ساتھ جیسے ہنس ہنس کر باتیں کر رہی تھی، اس سے میری جگہ کوئی اور بھی ہوتا تو اسے بھی یہی لگتا کہ دونوں میں کوئی نہ کوئی تو سین ضرور ہے۔۔اوپر سے تمہارا گجرہ اسکے ہاتھ میں۔۔مانا کہ تم نے مذاق کیا۔۔ لیکن اس نے گجرہ اتارا کیوں نہیں؟ تمہاری رسم کے لیئے تمہارا ہی گجرہ پہن کر کس دیدہ دلیری سے وہ آرہی تھی۔دیکھا نہیں تم نے۔۔اب تمہیں کچھ نظر نہ آئے وہ الگ بات ہے۔۔ دیکھا نہیں تم نے کہ کیسے اس کے جانے کے بعد احمر نے کہا کہ یہ رسم نہیں ہوگی۔۔اسکے لیئے رسم سے کہیں زیادہ وہ اہم ہوگئی۔۔" بے بی پھوپھو کا کہا ایک ایک لفظ اسکے دماغ میں گھوم رہا تھا ج۔انکے الفاظ اسے کسی بچھو کی طرح اندر ہی اندر کاٹ رہے تھے۔اسکی آنکھیں پتھرا سی گئیں۔تبھی احمر نے بولنے کی جسارت کی۔

"وہ عارفہ۔۔۔ میں یہاں۔۔" وہ بوکھلایا ہوا تھا۔

"بس۔۔۔" عارفہ کی آواز پورے کمرے میں گونجی تھی۔مینہ کاریڈور سے گزر رہی تھی، کہ بھاگی بھاگی فوراً وہاں تک آئی۔جو منظر اسکے سامنے تھا، اسکی آنکھوں کو یقین نہیں آرہا تھا۔

احمر نے لاشعوری طور پر آئم کا ہاتھ مضبوطی سے پکڑ لیا۔

"لڈو بھائی۔۔ یہاں؟؟" وہ ہڑبڑائی اور معاملے کو سمجھنے کی کوشش کرنے لگی۔

اسے معاملہ سنگین معلوم ہوا تو فوراََ سے اماں ابا کو بلانے چلی گئی، جنہیں گھر کے سامنے پورشن میں ٹھہرایا گیا تھا۔

"ہماری پوری بات سنو عارفہ۔۔ تم غلط سمجھ رہی ہو۔۔ ایسا کچھ بھی نہیں ہے۔۔" آخر آئم نے اپنی صفائی میں کچھ کہنا چاہا۔

"کاش۔۔" وہ رو دی۔

"تمہارا ہاتھ ابھی تک اسکے ہاتھ میں ہے۔۔اور تم کہتی ہو کہ میں غلط سمجھ رہی ہوں۔۔واہ۔۔" احمر نے ایک جھٹکے سے اسکا ہاتھ چھوڑا۔

"تمہیں احمر چاہیئے تھا تو مانگ لیتی مجھ سے۔۔ لیکن یہ سب کیوں کیا؟؟" وہ آئم کے قریب آئی۔

"عارفہ۔۔بیٹی۔۔ ان کی بات تو سن لو۔۔" نجم صاحب نے اسے سمجھایا۔

"ابو۔۔پلیز۔۔ سب دیکھ کر بھی؟؟ پوری بات کیا سنوں؟؟ جب پوری فلم میرے سامنے ہے۔۔" وہ انتہائی کرب سے بولی۔

"نہیں۔۔انکل۔۔ایسا کچھ بھی نہیں ہے۔۔مجھے تو عارفہ نے کہا کہ۔۔۔"

کیا کہا تھا میں نے؟؟؟ یہ کہا تھا کہ ہم دونوں مناتے ہیں اسے۔۔ اور تم یہاں اکیلے؟؟ جب میں تھی ہی نہیں تو واپس کیوں نہیں چلے گئے تھے تم؟؟ اور تم۔۔

مس ایمن فاروق تم نے اسے واپس کیوں نہیں بھیجا؟؟؟ "

اس سے پہلے وہ کچھ کہتی ایمن فوراً سے بولی۔

"عارفہ۔۔ دیکھو تم غلط سمجھ رہی ہو۔۔احمر؟آپ بتاتے کیوں نہیں؟؟" احمر ہواس باختہ ہو چکا تھا۔

"آئم۔۔بس کرو۔۔" وہ دکھ سے بولی۔

احمر نے بات کرنا چاہی مگر عارفہ نے ہاتھ کے اشارے سے اسے بھی بات کرنے سے منع کر دیا۔

"بس کرو تم بھی۔۔ کوئی دلیل مت دینا پلیز۔۔" وہ ٹوٹ چکی تھی۔

"میری بچی۔۔" بے بی پوپھو فوراً سے اسے گلے لگا کر آنسو بہانے لگی۔انہیں تو بس موقع چاہیئے تھا۔"ایمن یہ کیسا ظلم کر دیا تم نے۔۔ ابھی تو اس بیچاری کی مہندی کی رسم بھی نہیں ہوئی تھی اور تم نے۔۔ توبہ توبہ۔۔اللہ معافی!" وہ کانوں کو ہاتھ لگا کر بولیں۔

"کوئی ظلم نہیں کیا میں نے۔۔ آپ فضول میں بات کو بڑھا رہی ہیں۔۔" ایمن چیخی تھی۔

"آئم۔۔ میں سمجھتی ہوں کہ احمر تمہیں پسند آ گیا ہے۔۔یہ ہے ہی اتنا

اچھا۔۔ ابو۔۔ایسا کریں کہ آج ان دونوں کا نکاح کر دیں۔۔ آخر یہ بھی تو آپکی ہی بیٹی ہے۔۔'' وہ پاگلوں کی سی ہنسی ہنس دی تو احمر کو اس کا منہ چِلا کر بند کرنا پڑا۔

''چپ رہو تم۔۔ فضول میں طول دے رہی ہو بات کو۔۔انکل آپ اسے سمجھاتے کیوں نہیں؟؟'' وہ ان سے بولا جو خود سب صورتحال دیکھ کر ابھی تک حیران تھے۔

اسی اثناء میں احمر کے والدین بھی وہاں آموجود ہوئے۔

عارفہ کے منہ سے نکلنے والی بات وہ کاریڈور سے کمرے میں آتے ہوئے سن چکے تھے۔ معاملے کی سنگینی کا جب انہیں علم ہوا تو احمر کے ابا ''مرتضیٰ صاحب'' نے احمر کو خوب آڑے ہاتھوں لیا۔

''کیا ہے یہ سب؟؟ کیا کیا ہے تم نے؟؟؟ بولو؟؟'' اس سے پہلے وہ اسکے منہ پہ تھپڑ دے مارتے اسکی ماں نے انکا ہاتھ فوراً سے پکڑا۔

''لڑکی تم بولو۔۔'' وہ فوراً سے اس سے بولیں تاکہ احمر کے ابا کا غصہ کم ہو سکے۔آئمہ کی طرف سے بھی گہری خاموشی تھی۔آنسو ٹپ ٹپ اسکی آنکھوں سے بہہ رہے تھے۔اس نے نظر اٹھا کر دیکھا بھی تو صرف احمر کو۔۔ جس پہ وہاں موجود سب لوگوں نے برہم مزاجی سے اسکی طرف دیکھا۔

''ابا۔۔ یقین کریں یہ لوگ الزام لگا رہے ہیں مجھ پہ اور اس پہ۔۔۔'' آخر احمر نے اپنی

صفائی میں بولنے کے لیئے منہ کھولا۔

"اسکی طرف داری کیوں کر رہے ہو تم؟؟ اسکی تو شکل دیکھو ذرا کیسے آنکھوں میں اتنے موٹے موٹے آنسو لیئے احمر پہ ڈورے ڈال رہی ہے۔۔۔ نظر نہیں آرہا آپ سب کو۔۔" بے بی پھپھو کی بات پہ مسٹر اینڈ مسز مرتضٰی نے انہیں گہری نظر سے گھورا۔ مگر وہ تھیں کہ ایک سے بڑھ کر ایک بات اور الزام لگانے میں وہاں موجود لوگوں میں سے اول تھیں۔

"نہیں۔۔ یہ غلط نہیں ہے۔۔۔ اسے مت کیئے کچھ۔۔ ساری غلطی میری ہے۔۔ میں ہی اسے۔۔۔" اس سے پہلے وہ اپنی بات پوری کر پاتا، عارفہ کھلکھلا کر ہنسی۔

"لیجیئے۔۔ اپنی زبان سے قبول کر رہا ہے یہ۔۔۔"

"عارفہ۔۔ میری بات سنے بناء تم مجھ پہ الزام نہیں لگا سکتی۔۔ سمجھی۔۔ میرا نہ سہی اپنی دوست کا اعتبار ہی کر لو۔۔" اس نے التجائیہ انداز میں کہا۔

"اعتبار ہی تو کر رہی ہوں۔۔ اسکا بھی اور تمہارا بھی۔۔ جب تم اپنی غلطی تسلیم کر رہے ہو تو۔۔ تُف ہے تم پہ۔۔ خود کو مجرم کی بجائے ملزم کہہ رہے ہو۔۔ میرا اعتبار توڑا ہے تم دونوں نے۔۔ اور اسکے لیئے میں تم دونوں کو کبھی معاف نہیں کر سکتی۔" وہ اپنے ہاتھ سے دونوں کو اشارہ کرتے ہوئے بولی اور روتے ہوئے کمرے

سے باہر چلی گئی۔

"عارفہ۔۔ عارفہ۔۔رکو۔۔" ایمن اسکے پیچھے دیوانہ وار بھاگی۔احمر بھی اسکے ساتھ باہر کی طرف بڑھا۔اس سے پہلے باقی سب باہر کی طرف نکلتے، نجم صاحب نے سب کو باہر جانے سے روکا۔

"مجھے لگتا ہے کوئی غلط فہمی ہوئی ہے ان لوگوں کو۔۔بہتر ہے اس مسئلے کو ان تینوں کو خود حل کرنے دیں۔۔ایمن ایسی نہیں جیسا آپ سب سمجھ رہے ہیں۔۔شریف اور باکردار بچی ہے۔۔" انکی تائید پر بے بی پھپھو منہ بسور کر رہ گئیں۔

"اونہہ۔۔اک یہ اور اک اسکا باپ۔۔شریف ٹھہرے۔۔"

"پلیز رک جاؤ۔۔ میرا یقین کرو۔۔" آئم اسے پکارتی رہ گئی مگر عارفہ وہاں سے بھاگتے ہوئے آناً فاناً غائب ہو گئی تھی۔

اسکے آنسو بارش کے قطروں کے ساتھ، اسکی آنکھوں سے بہہ رہے تھے۔وہ کاریڈور میں کھڑے زور زور سے روئے جا رہی تھی کہ بادل زور سے گرجا اور تیز ہوا سے اسکا دوپٹہ اسکے سر سے اتر کر زمین پہ گر گیا۔اور اسکے بال بکھر سے گئے۔

========================

"ان کہی محبت"

احمر سے اسکی یہ حالت دیکھی نہ گئی تو اس بات کی پرواہ کیے بناء وہ آگے بڑھا کہ اگر کمرے سے کوئی بھی باہر آگیا تو کچھ بھی رائے قائم کی جا سکتی ہے۔اسے اس وقت عارفہ سے کہیں زیادہ آئم کی فکر تھی۔وہ اسکے قریب آیا، زمین پر سے اسکی چادر اٹھائی اور اسکے سر پہ اسکی چادر اوڑھاتے ہوئے خود بھی رو دیا۔

"ایم۔۔سوری۔۔ایم۔۔رئیلی سوری۔۔" آئم نے نظر اٹھا کر اسکی طرف دیکھا اور اس سے دو قدم پیچھے ہولی۔مگر یہ سب منظر اندر موجود لوگوں میں سے صرف "مسز مرتضٰی (احمر کی ماں)" نے ہی دیکھا۔جو احمر کے پیچھے پیچھے آ رہی تھیں۔ آئم کا دھیان ان پہ پڑا ہی تھا کہ وہ فوراً سے اندر بھاگی۔کمرے سے اپنا اٹیچی اٹھایا اور باہر

کی طرف نکلی۔

کمرے میں موجود سب لوگ اسے حیرانگی سے دیکھ رہے تھے۔نجم صاحب ہی آگے بڑھے تھے۔

"بیٹی۔۔کیسے جاؤ گی تم؟؟" اس سے پہلے وہ کچھ بولتے،وہ خود ہی بولی۔

''انکل۔۔ مجھے جانے دیں۔۔اور بے فکر رہیئے گا۔۔ ڈیڈ کو کچھ پتہ نہیں چلے گا۔۔ اور نہ آپ بتایئے گا۔۔'' اس نے نظریں جھکا کر ان سے کہا تو وہ بھی رو دیئے۔ انہوں نے اسے اپنے سینے سے لگایا، اسکی آنکھوں سے رواں آنسو صاف کیے اور اسکا ماتھا چوما۔

ان سے وِداع لینے کے بعد وہ بے بی پھو پھو کے قریب آئی۔

''پھو پھو۔۔ مجھے نہیں پتہ کہ آپکو میرے ابا سے کیا پرابلم ہے۔۔ لیکن آپ نے مجھے جو کچھ کہا۔ کوشش کروں گی کہ اسکے لیئے آپکو معاف کر سکوں۔۔'' اتنا کہتے ہی وہ کمرے کے دروازے تک آئی جہاں مرتضٰی صاحب اور انکی بیگم کھڑے احمر کو سمجھا رہے تھے مگر احمر کی آنکھیں صرف باہر آتی آئم پر ہی ٹِکی ہوئی تھیں۔ لیکن آئم نے اسے نظر اٹھا کر بھی نہ دیکھا اور وہاں سے آناً فاناً غائب ہو گئی۔ وہ وہاں سے چلی تو گئی مگر اسکا سکون اپنے ساتھ لے گئی تھی۔

وہ اٹلی تو پہنچ گئی لیکن کچھ دیر اپنی دوست کے ہاں رہی تا کہ اسکے ابا کو شک نہ ہو کہ کوئی گڑ بڑ ہے۔ جس دن اسکی ریٹرن فلائٹ تھی، وہ اس سے اگلے دن اپنے گھر پہنچی۔ جس سے کسی کو اندازہ ہی نہ ہو سکا کہ آخر پاکستان میں ہوا کیا ہے؟

☆☆☆☆☆☆☆

☆☆

رات گئے مینہ اسکے بارے میں سوچتی رہی۔راکنگ چیئر اسکے ہلنے کے ساتھ ساتھ حرکت کررہی تھی۔آخر کیسے وہ احمر،اپنے بھائی کی بے سکونی مٹاسکتی تھی؟آخر وہ کس سے مشورہ کرتی؟کس سے بات کرتی؟امی اور ابا بھی عمرے کے سلسلے میں سعودی عرب گئے ہوئے تھے۔نہیں تو وہ ان سے بات کرتی کیونکہ اک وہی تو احمر کی کیفیت کے بارے میں پوری طرح سے جانتے تھے۔

آخر اس نے تھوڑی سی کوشش کرتے ہوئے اباجان کو فون ملایا۔

"سلام اباجانی۔۔کیسے ہیں آپ؟؟؟ "

"جی میری بیٹی ٹھیک ہوں۔۔ تمھاری امی جان ابھی آپ سب کو ہی یاد کررہی تھیں۔" پہلی بیل پہ ہی انہوں نے فون اٹھایا تھا۔

"ڈسٹرب تو نہیں کیا آپ کو؟؟ اور امی کہاں ہیں؟؟" وہ کرسی پر سے اٹھی اور بیڈ پہ آموجود ہوئی۔

"نہیں۔۔ہم ابھی ریسٹورنٹ سے کھانا کھا کے ہوٹل میں آئے ہیں۔۔ لو اپنی امی سے بات کرو۔۔"انہوں نے فون بیگم کو دیا۔

"جی امی کیسی ہیں آپ؟؟" وہ خوشی سے بولی مگر اسکے لہجے کی نمی انہیں محسوس ہوگئی

تھی۔آ خرماں تھی، بھلا کیسے نہ محسوس کرتی۔

''تم دونوں ٹھیک توہوناں! احمر کیسا ہے؟؟ ''

''امی۔۔وہ بھائی۔۔'' وہ بات کرتے کرتے خاموش ہو کر رہ گئی۔

''کیا مطلب ؟؟'' انکی پریشانی کو دیکھتے ہوئے مرتضٰی صاحب بھی پریشان ہو گئے۔

''آئم۔۔'' انکے منہ سے صرف یہی نکلا تھا جو انہیں ساری کہانی سمجھا گیا تھا۔

''پچھلے دو سالوں سے یہ لڑکا بس ایک ہی نام لیے بیٹھا ہے۔۔میرے یہاں آنے سے پہلے اس لڑکے نے مجھ سے وعدہ بھی کیا تھا کہ وہ اسکا نام نہیں لے گا۔۔ ''

''امی۔۔بھائی اپنے وعدے پہ قائم رہتے اگر۔۔ ثمرین خان کا نیا ناول نہ پڑھتے۔۔'' اسکی یہ بات انہیں بے تکی سی لگی۔

''اب اس میں کیا نئی بات ہے؟؟؟''

''امی۔۔آپ نہیں سمجھیں گی۔۔ آپ پلیز بھائی کے لیئے دعا کریں کہ انہیں یا تو آئم مل جائے یا سکون۔۔'' وہ بے حد الجھی ہوئی تھی۔

''میری بچی۔۔ رات دن اللہ کے گھر میں اپنے بچے کی خوشی کے لیئے دعا ہی تو کرتی ہوں۔کہ اسے آئم مل جائے۔۔وہ مل گئی تو سمجھو اسے سکون بھی مل جائے گا۔۔'' وہ بے حد اطمینان سے بولیں تو مرتضٰی صاحب نیم انداز میں مسکرا دیئے۔

''اچھا یہ اپنے ابا کی بات کرواؤ اس نالائق سے۔۔''

''امی۔۔میں اپنے کمرے میں ہوں۔۔اور بھائی سو گئے ہیں اس وقت۔۔ لیکن پلیز بھائی سے کچھ مت کہیے گا کہ میں نے آپکو یہ سب بتایا۔۔وہ ناراض ہوں گے مجھ سے۔۔'' وہ التجائیہ انداز میں بولی۔

''اچھا ٹھیک ہے۔۔تمہارے ابا کہہ رہے ہیں کہ اسکا پورا خیال رکھنا۔۔ اور ہو سکے تو آفس کا کام خود دیکھ لینا کچھ دن۔۔یہ نہ ہو وہ پریشانی میں کوئی غلط فیصلہ لے بیٹھے۔۔ ''

''بے فکر رہیے۔۔ اور پلیز دعا ضرور کیجیئے گا۔۔'' اس نے انہیں بے فکری کا احساس دلایا۔

''ہاں کیوں نہیں ؟؟ لیکن مجھے اسکی ٹینشن رہے گی۔۔مجھے روزانہ وائس میسج میں اسکی کیفیت کے بارے میں آگاہ کرتی رہنا۔۔ ابھی فون رکھتی ہوں۔۔ صبح فجر کے لیئے جلدی نکلنا ہے مسجد کے لیئے۔۔ ''

''جی امی۔۔'' اس نے فون رکھا اور کمرے سے باہر آئی۔اسکا دل چاہا کہ وہ احمر سے بات کرے لیکن پھر کچھ سوچتے ہوئے لاؤنج میں آکر بیٹھ گئی۔

احمر کا دھیان ٹیرس سے نیچے مینہ پہ پڑا تو وہ حیران ہوا۔اس نے فوراً گھڑی پہ وقت دیکھا۔گھڑی میں تقریباً گیارہ بج رہے تھے۔اس نے وہیں کھڑے اسے واٹس ایپ

پہ کال کی۔

"مینہ یہاں کیوں بیٹھی ہو؟؟" مینہ نے فوراَ سے اوپر دیکھا۔

"پریشان ہوں۔۔ "

"کیوں؟؟" احمر نے ایسے سوال کیا جیسے جانتا ہی نہ ہو۔

"آپ جانتے ہیں اچھے سے۔۔" اسکے جواب پہ احمر نے فون رکھا اور کمرے سے باہر آتے ہوئے سیڑھیاں اترا اور باہر لان میں آموجود ہوا جہاں مینہ منہ پھلائے اداسی سے بیٹھی ہوئی تھی۔

"ہاں۔۔مینہ۔۔" وہ اسکے سامنے کرسی پہ آبیٹھا۔

"لڈو بھائی۔۔بہن ہوں میں آپکی۔۔آپ کی یہ حالت مجھ سے نہیں دیکھی جاتی۔۔ ایک دن آپ وعدہ کرتے ہیں کہ اسکو بھول جائیں گے اور اگلے ہی دن مکر جاتے ہیں۔۔ میں امی ابو کو کیا جواب دوں گی کہ میں آپکا خیال نہیں رکھ سکی؟؟؟ "

وہ اسکی بات پہ زخمی انداز میں مسکرادیا۔

"میں خود چاہتا ہوں اس صورتحال سے خود کو نکلوں۔۔ لیکن۔۔۔ "

"لیکن؟؟ لیکن کیا بھائی؟؟ بس کر دیں۔۔ آپ جیسا ایک پڑھا لکھا انسان اتنا پاگل ہو رہا ہے۔۔ عجیب ہے۔۔" وہ ذرا غصہ ہوئی تو احمر اسکی بات پہ کھلکھلا کر ہنسا۔

اسکی ہنسی پہ مینہ حیران تھی۔

"مینہ۔۔ پڑھا لکھا پاگل ہی ہوں۔۔ میرے نام کے ساتھ کسی لڑکی کا نام بدنام ہے۔۔ کیسے سکون میں ہو سکتا ہوں میں؟؟ بتاؤ؟؟ اور وہ بھی اس صورت، جب میں یہ جان گیا ہوں کہ وہ نفسیاتی مریضہ بن چکی ہے۔۔ تو کیسے میں سکون میں ہو سکتا ہوں؟؟ بتاؤ؟؟" احمر نے کافی حد تک خود کو کنٹرول کیا مگر دو آنسو اسکی آنکھوں سے بہہ ہی نکلے۔

"خیر۔۔ میں کل عارفہ سے ملنے جا رہا ہوں۔۔" اس نے اپنی آنکھوں کے کناروں کو رگڑ کر صاف کیا۔

"عارفہ سے؟؟ مگر کیوں؟؟ کس لیئے؟؟ جانتے بھی ہیں کہ وہ آپ سے بات نہیں کرے گی۔۔ پھر بھی؟؟؟" وہ سر پکڑ کر بیٹھ گئی۔

"ہاں پھر بھی۔۔ دو سال پہلے تو میں نے اسے اپنی صفائی میں کچھ نہیں کہا۔ مگر اب میرے پاس یہ ناول ہے جو چیخ چیخ کر کہہ رہا ہے کہ بے بی پو پھو کے حسد نے کیسے ہم دونوں کی زندگی برباد کی۔ کیسے عارفہ انکی باتوں میں آکر ہم سے بدگمان ہو گئی۔۔" مینہ نے اسے قدرے غور سے دیکھا۔ گزشتہ رات کے پیشِ نظر اسکی حالت آج بہتر تھی۔ اسی لیئے اس نے اس سے کسی بھی قسم کی بات یا تکرار سے خود کو

باز ہی رکھا۔

☆☆☆☆☆

☆☆

''کوئی میل آئی ثمرین؟؟'' فاروق صاحب نے گھر آتے ہی یہ سوال کیا۔

''نہیں۔۔ابھی تک تو نہیں۔۔ مجھے نہیں لگتا کہ اس تک یہ ناول گیا ہو۔۔یا ہو سکتا ہے کہ ناول میں لکھی کہانی کو وہ سمجھ ہی نہ پایا ہو؟؟'' انہوں نے اپنے اندازے انہیں بیان کیے تو وہ پریشان ہو کر رہ گئے۔

''صبح پبلشرز اور آن لائن فورم کو کال کر کے پوچھیئے گا۔کسی نے ہو سکتا ہے ان سے رابطہ کیا ہو۔۔'' وہ پر امیدی سے بولیں۔

''امممم۔۔۔نجم بہت شرمندہ ہے۔۔اور اس سے بھی کیا گلہ کرنا؟؟ اسکی بیٹی کی بارات واپس گئی۔۔کیا اسکا یہ دکھ کم ہے۔۔۔ اس سے احمر کا پوچھوں بھی تو کس منہ سے۔۔''وہ دکھ سے بولے۔

''سچ میں مجھے اس بے بی پہ بے حد غصہ ہے۔۔ ہم سب اپنی زندگی میں آگے بڑھ گئے ہیں اور وہ۔۔۔۔'' ثمرین کا بس نہیں چل رہا تھا کہ وہ اپنے ہاتھ میں پکڑے کافی کے مگ کو زمین پہ پٹخ کر توڑ دیتیں۔

''شکریہ ثمرین۔۔ میری بیٹی کو ہماری بیٹی سمجھنے کے لیئے۔۔ یہ ڈائری والا آئیڈیا تمہارا ہی تھا۔۔ نہیں تو ہم شاید اسے ساری زندگی نفسیاتی ڈاکٹر کو ہی دکھاتے رہتے۔۔''

وہ اسکا اپنی بیٹی کے لیئے پریشان ہونا، دیکھ کر مسکرا دیئے۔

''شکریہ کی کوئی بات نہیں فاروق۔۔ وہ میری بھی بیٹی ہے۔۔ میری اپنی۔۔'' انکی بات سن کر انکا غصہ ختم ہو گیا تھا۔ وہ مسکرا دیں۔ ''بس دعا کیجیئے۔۔ میل آجائے اس لڑکے کی۔۔ دیکھ لیجیئے گا۔۔ وہ ضرور رابطہ کرے گا۔۔''

''ثمرین! آپ کو پتہ نہیں کیوں ایسا لگتا ہے۔۔ ہو سکتا ہے کہ وہ رابطہ نہ کرے۔۔ اسکا آئم کا دفاع کرنا، شاید وقتی ہو؟؟ محبت نہ ہو؟؟ ''

''نہیں۔ فاروق۔ ایسا بالکل نہیں ہوگا۔۔ دیکھ لیجیئے گا۔۔'' وہ پورے وثوق سے بولیں۔

''آپ اتنے یقین سے کیسے کہہ سکتی ہیں؟؟''

''دیکھیئے فاروق۔۔ بات صاف اور سیدھی ہے۔۔ کیا عارفہ سے اس نے شادی کی؟؟؟ نہیں ناں؟؟ تو بس۔۔۔'' وہ انہیں ایک ہی جملے میں اپنی بات واضح کرتے ہوئے بولیں۔

''ام۔م۔'' وہ انکی بات پہ مسکرا دیئے۔

"میں سوچ رہا تھا آئم کی عارفہ سے بات کروادی جائے۔۔آئم کو بتادیا جائے کہ ان دونوں کی شادی نہیں ہوئی۔۔"

"نہیں۔۔فاروق بالکل بھی نہیں۔۔" انہوں نے نفی میں گردن ہلائی اور پھر مزید بولیں۔

"ایسے تو اسے پتہ چل جائے گا کہ اسکی ڈائری ہم پڑھتے رہے ہیں۔۔ اسکی ڈائری پہ لکھی اسکی زندگی، ناول بن چکی ہے۔۔۔یہ جان کر تو آئم کو ہم پہ بھی یقین نہیں رہے گا۔۔"

"ام م م۔۔م م۔۔۔" وہ گہری سوچ میں مگن ہوئے۔

ناول کو چھپے تقریباً ایک ماہ ہو گیا تھا مگر کسی نے ان سے رابطہ نہیں کیا تھا۔ جسے سوچ سوچ کر ان دونوں کو اکثر تشویش ہوا کرتی تھی۔

☆☆☆☆☆☆☆☆

☆

اگلی صبح اس نے پیکنگ کی، اپنی اہم چیزیں آئی ڈی کارڈ، اے ٹی ایم اور پاسپورٹ اپنے والٹ میں رکھا اور فیصل آباد پہنچا۔ اپنا ضروری سامان اپنے ایک دوست کے اپارٹمنٹ میں رکھا اور "یونیورسٹی آف فیصل آباد" میں آ پہنچا۔ کینٹین میں اس نے چائے پی

اور پھر عارفہ کو ڈھونڈنے میں مصروف ہوا۔ اسے عارفہ کی فیس بک آئی ڈی سے ہی معلوم ہوا کہ عارفہ اسی یونیورسٹی میں ''ایم ایس سی'' کر رہی ہے۔

دو سال پہلے وہ عارفہ سے یہیں ملا تھا جب وہ بی۔ایس آنرز کر رہی تھی۔وہ یہاں اپنے کزنوں سے ملنے آیا تھا تو عارفہ سے اسکی حادثاتی طور پہ ملاقات ہوئی،دونوں میں اچھی دوستی ہوئی اور پھر بات شادی تک جا پہنچی۔

اسے ڈھونڈتے ڈھونڈتے سہہ پہر ہو چکی تھی مگر اسے عارفہ کہیں نظر نہ آئی۔ نظر آتی بھی تو کیسے ؟عارفہ جیسی پہلے تھی اب ویسی نہیں رہی تھی۔اس نے خود کو مکمل طور پہ حجاب میں ڈھانپ لیا تھا۔ چار و ناچار اسے وہاں سے واپس ہی آنا پڑا۔دو تین دن وہ اسے ڈھونڈتا ہی رہا مگر وہ نہیں ملی۔

''کیا میں آپ سے پوچھ سکتی ہوں ؟ آپ مسلسل تین دن سے یہاں کیوں آ رہے ہیں؟؟ اور یہاں سبھی لڑکیوں کو تقریباً ایک ہی نظر سے گھورتے ہیں؟؟ کیوں؟؟

'' یونیورسٹی میں موجود ایک طالبہ نے اسے آڑے ہاتھوں لیا۔وہ کب سے اسے نوٹ کر رہی تھی۔

"وہ میں۔۔۔وہ۔۔" اس سے پہلے وہ اپنی بات مکمل کر پاتا اس نے اسے اپنی بات پوری کرنے کا موقع ہی نہ دیا۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"کیا وہ میں ؟؟اسٹوڈنٹ ہو؟ویسے لگتے تو نہیں۔۔۔ خیر۔۔یونیورسٹی کارڈ دکھاؤ۔۔"

اس نے اپنا ہاتھ آگے بڑھاتے ہوئے ذرا بارعب انداز میں کہا۔

"دیکھیئے میں اسٹوڈنٹ نہیں ہوں۔۔میں یہاں کسی سے ملنے آیا ہوں۔۔" وہ ذرا کنفیوز ہوا۔

"ہاں تو اسی سے ملیئے ناں۔۔دیکھنے سے اچھے گھر کے لگتے ہیں آپ۔۔سو۔۔مفت مشورہ دے رہی ہوں۔ یہاں اگر کسی نے آپ کی شکایت کر دی تو آپ کی خیر نہیں۔۔" وہ ذرا شوخ و چنچل انداز سے بولی اور کھلکھلا کر ہنسی تو وہ بھی ہنس دیا۔

"کیا ان کو جانتی ہیں آپ؟؟" اس نے تھوڑی سی دیر کیے بناء ہی اپنی پینٹ کی جیب سے موبائل نکالا اور اسے اپنے موبائل میں موجود عارفہ کی تصویر دکھائی۔

"نہیں۔۔ کون ہیں یہ؟؟" اس نے سوال کیا تو وہ چپ رہا۔"اس کو ڈھونڈ رہے ہیں آپ؟؟" اس نے دوبارہ سوال کیا۔

"جی۔۔" وہ ابھی بھی ادھر ادھر دیکھ رہا تھا کہ کیا پتہ وہ نظر آ جائے۔

"میں نے آپ کو پہلے بھی کہا ہے یہاں ایسے مت تاڑیئے لڑکیوں کو۔۔" اس نے تصویر کو تو خوب غور سے دیکھا۔اس سے پہلے وہ اسے کچھ بتاتی،اسکا دھیان ادھر ادھر دیکھ کر اس نے پھر سے اپنی بات دہرائی۔"کیا ملنا اتنا ضروری ہے اسے؟؟" اس

نے گہری نگاہ اسکے چہرے پہ ڈالی۔

"ظاہر ہے۔۔اب میں یہاں ایسے تو نہیں آیا ہوں گا۔"

"کہاں سے آئے ہو؟؟ "

"لاہور سے۔۔" اس نے ٹو دی پوائنٹ جواب دیا تو وہ لڑکی نیم انداز میں مسکرا دی۔

"تو تم ہو وہ۔۔ بارات تو واپس لے گئے تھے،اب کیا ارادے ہیں؟؟" اسکی بات پہ وہ حیرت سے چونکا۔

"کون ہیں آپ؟؟"

"میں جو کوئی بھی ہوں اس سے تمہارا مطلب نہیں ہونا چاہیئے۔۔کیونکہ ہم پہلے کبھی نہیں ملے۔۔" اس نے موبائل اسکے ہاتھ میں تھمایا اور وہاں سے جانے لگی۔

"رکیئے۔۔" اس نے اسے پیچھے سے پکارا۔

"مجھے بتادیجیئے کہ کہاں ہے وہ؟؟میرا اس سے ملنا بہت ضروری ہے۔۔" اس نے منت کی تو وہ طنزیہ مسکرادی مگر پھر اسے سمجھاتے ہوئے بولی۔

"اگر وہ اب تم سے مل لے گی تو آگے نہیں بڑھ پائے گی۔۔پہلے ہی بہت مشکل سے وہ رضوان کے رشتے کے لیئے مانی ہے۔۔"

"بلیو می۔۔ ایسا کچھ نہیں ہو گا۔۔آپ اگر اسے جانتی ہیں تو۔۔ "

”ماہم ! کب سے ویٹ کر رہی ہوں تمہارا۔۔ تمہیں گھر ڈراپ کرنے کی حامی کیا بھر لی؟؟ تم نے تو مجھے ڈرائیور ہی سمجھ لیا۔۔ ابھی وہ اسکے ساتھ الجھ ہی رہا تھا کہ وہ اپنے پیچھے سے آتی ہوئی ایک آواز پہ خاموش ہو کر رہ گیا۔ اسے آواز جانی پہچانی معلوم ہوئی۔

”آ رہی ہوں۔۔“ ماہم نے فوراً سے اپنی چیزیں سنبھالیں اور اسکے ساتھ چل دی۔

احمر نے پیچھے مڑ کر اسے دیکھا جو اب ماہم کے ساتھ واپس جا رہی تھی۔ اسکا حلیہ بہت حد تک بدل چکا تھا جس کی وجہ سے وہ اسے پہچان نہ پایا۔ سر پہ ہیر بینڈ کی جگہ اسکارف اور پاؤں میں ہیل والا جوتا اور پازیب کی بجائے کالے رنگ کے تسمے والے جوتے تھے۔ مگر پھر بھی وہ بھاگتا بھاگتا ان دونوں کے پیچھے آیا۔

مسلسل تین دن سے وہ خوار ہی ہو رہا تھا اور اب اسے اسکا کسی سے علم ہوا تھا۔ سو وہ یہ موقع ہاتھ سے نہیں جانے دینا چاہتا تھا۔

”ایکسکیوزمی۔۔ مس ماہم۔۔“

عارفہ کے بڑھتے قدم رک سے گئے۔ ایک جانی پہچانی آواز اسکے کان سے ٹکرائی تھی۔

”تم چلو۔۔ میں بس پانچ منٹ میں آئی۔۔ آ کر بتاتی ہوں سب۔۔“ اس سے پہلے عارفہ بھی پیچھے مڑ کر دیکھتی ماہم نے اسے ہدایت دی کہ وہ گاڑی میں چل کر بیٹھے کیونکہ وہ اسکی سوالیہ نگاہوں کو سمجھ چکی تھی۔ اسکے جاتے ہی اس نے پلٹ کر پیچھے

دیکھا۔

''میں نے آپ کو مفت مشورہ دیا ہے۔۔اپنا نام اس طرح لینے کا مشورہ نہیں دیا۔۔'' وہ دانت پیستے ہوئے بولی۔

''ہائے۔دا۔وے۔۔میرا نام کیسے جانتے ہو تم؟؟''

''سوری۔۔ وہ ابھی ان محترمہ نے آپ کو اس نام سے ہی بلایا ہے نا۔۔ میں اگر آپکا نام جانتا ہوتا تو عارفہ کو نہ ڈھونڈ نکالتا۔۔ ''

''امممم۔۔ ایک اور مشورہ ہے میرا آپ کو۔۔یہاں سے چلے جائیں۔۔آپ کے لیئے یہی بہتر ہوگا۔۔'' وہ کچھ سوچتے ہوئے بولی۔

''دیکھیئے مس۔۔ آپ جو کوئی بھی ہیں۔۔ آپ سے کوئی مشورہ مانگا ہی کب ہے میں نے؟؟ آپ ہیں کہ مشورے پہ مشورہ دے رہی ہیں؟؟ مت بتایئے کچھ۔۔ میں خود ڈھونڈ لوں گا اسے۔۔'' آخر وہ اسکے بار بار مشورے والی بات سے عاجز آچکا تھا۔

ماہم نے منہ بسور کر اسکی طرف دیکھا اور وہاں سے الٹے قدموں واپس لوٹ گئی۔

''اونہہ۔۔ بڑا آیا۔۔'' وہ لاپرواہی سے بولی مگر پھر نارمل ہوئی۔ ''تھینک گاڈ۔۔ اس نے عارفہ کو پہچانا نہیں۔۔ ''

''اوہ! یہ کیا کر دیا میں نے؟؟ اس بندی کو اب کہاں ڈھونڈوں گا؟؟'' اسکے جانے

کے پانچ منٹ بعد اسے احساس ہوا کہ اس نے تو اپنے پاؤں پہ خود ہی کلہاڑی ماردی ہے۔ مگر اب اسکے پاس پچھتانے کے سوا کوئی اور راستہ نہیں تھا۔

☆☆☆☆☆

☆☆☆☆

ہماری ویب میں شایع ہونے والے ناولز کے تمام جملہ و حقوق بمعہ مصنفہ کے نام محفوظ ہیں۔
ہمیں اپنی ویب نیو ایرا میگزین(New Era Magazine)کیلئے لکھاریوں کی ضرورت ہے۔اگر آپ ہماری ویب پر اپنا ناول،ناولٹ،افسانہ،کالم،آرٹیکل،شاعری،پوسٹ کروانا چاہیں تو اردو میں ٹائپ کرکے مندرجہ ذیل ذرائع کا استعمال کرتے ہوئے ہمیں بھیج سکتے ہیں۔

(Neramag@gmail.com)

)انشااللہ آپ کی تحریر ایک ہفتے کے اندر اندر ویب پر پوسٹ کردی جائے گی۔مزید تفصیلات کیلئے اوپر دیئے گئے رابطے کے ذرائع کا استعمال کر سکتے ہیں۔

شکریہ ادارہ: نیو ایرا میگزین

"کون تھا وہ؟؟" اسکے گاڑی میں بیٹھتے ہی اس نے اسے آڑے ہاتھوں لیا۔

"تھا کوئی۔۔بدتمیز۔۔" وہ زچ ہو کر بولی۔

"کیوں؟؟ کیا کہہ دیا اس نے؟؟"

"کچھ نہیں۔۔ اور اب تم پلیز۔۔گاڑی چلاؤ۔۔آل ریڈی میرے دماغ کی دہی ہو چکی ہے۔۔" ماہم سر پکڑے بولی تو عارفہ ہنس دی۔

اس نے گیئر لگایا اور گاڑی کو ریس دیتے ہوئے گاڑی آگے بڑھائی۔

"ویسے تمہیں لسی پلاؤں یا چائے؟؟؟" عارفہ اسکی حالت کے پیشِ نظر بولی۔

"عارفہ۔۔عارفہ۔۔بس کردو تم بھی۔۔" وہ اسکی ہنسی کو دیکھتے ہوئے ذرا دانت پیستے ہوئے بولی۔

"لگتا ہے۔۔کافی سنگین مسئلہ درپیش ہے محترمہ آپکے ساتھ۔۔" اس نے اسے تنگ کیا۔

"عارفہ اب مار کھاؤ گی تم۔۔" اس نے ہولے سے ایک تھپڑ اسے مارا اور دونوں کھلکھلا کر ہنسنے لگیں۔

دونوں کو اپنی باتوں میں احساس ہی نہ ہوا کہ گاڑی کی اسپیڈ بڑھ رہی ہے۔ عارفہ کا پاؤں ایکسیلیٹر پہ تھا جسے وہ بے دھیانی سے دبائے ہوئے تھی۔

سامنے سے آتی گاڑی انکی گاڑی سے جا ٹکرائی۔

"ہے کوئی حال۔۔کوئی تمیز۔۔"ماہم فوراً سے گاڑی سے باہر آئی۔

دوسری طرف سے،سامنے گاڑی میں موجود ڈرائیور بھی باہر آیا۔

"تم۔۔۔ارے کیا ہو گیا ہے تمہیں۔۔ تمہیں کہا بھی ہے اگر عارفہ اب تم سے مل لے گی تو آگے نہیں بڑھ پائے گی۔۔ اور تم؟؟ تم دوسرے راستے سے سامنے آ گئے اور گاڑی کو ٹکر مار دی۔۔کوئی تہذیب نام کی چیز ہے کہ نہیں؟؟" وہ خونخوار نظروں سے اسے دیکھتے ہوئے بولی۔

"آپ غلط سمجھ رہی ہیں۔۔ آپ نے گاڑی کی اسپیڈ ہی۔۔۔" اس سے پہلے احمر مزید بولتا اس نے اسے انگلی کے اشارے سے چپ کروایا۔

"چپ۔۔ایک دم چپ۔۔ اور جاؤ یہاں سے۔۔ پتہ نہیں کہاں کہاں سے آ جاتے ہیں۔۔" ماہم کا غصہ آسمان سے باتیں کر رہا تھا۔

عارفہ کے کانوں میں جب اسکے الفاظ پڑے ہی تھے کہ وہ اپنے آپ کو سنبھالتے ہوئے، گاڑی سے باہر نکلی۔بلاشبہ یہ آواز اس نے پچھلے دو سالوں سے سنی نہیں تھی، مگر اس آواز کو وہ اچھے سے پہچانتی تھی۔ یہ آواز کبھی اسکے دل کا سکون ہوا کرتی تھی۔

"احمر۔۔۔" اسے اپنے سامنے پا کر اسکی آنکھیں پھٹی کی پھٹی رہ گئیں۔اور احمر کا حال بھی کچھ ایسا ہی تھا۔

ان دونوں کے بیچ ماہم ہی تھی جو احمر کو خوب باتیں سنانے میں لگی ہوئی تھی۔جوں ہی

اسکا دھیان احمر پہ پڑا جو ساکت حالت میں کھڑا اپنے سامنے کسی کو بغور دیکھ رہا تھا تو اس نے اسکی نظروں کے زاویے سے اس جانب دیکھا جہاں وہ دیکھ رہا ہے۔

"اف ف۔ف۔" وہ سر پیٹ کر بولی۔ "عارفہ۔۔ چلو۔۔"

"عارفہ۔۔۔"

"نہیں۔۔" عارفہ کی نگاہیں ابھی تک اس پہ جمی تھیں۔ماہم کے بلانے پہ اس نے اپنے ہاتھ کے اشارے سے اسے چپ رہنے کو کہا۔

کچھ دیر بعد دونوں قریب پارک میں موجود لکڑی کے بنچ پہ نظریں جھکائے بیٹھے تھے۔ احمر نے جب کافی دیر تک کوئی بات نہ کی تو اس نے ہی بلا تمہید اس سے سوال کیا۔

"کیوں آئے ہو یہاں؟؟"

ماہم کو عارفہ پہ غصہ آرہا تھا کہ وہ اب اس انسان سے کیوں بات کر رہی ہے؟

"میرا حال نہیں پوچھو گی؟؟" احمر نے گویا گلہ کیا۔

"نہیں۔۔کیوں آئے ہو یہ بتاؤ؟" وہ سرد مہری سے بولی تو وہ اسے دیکھتا ہی رہ گیا۔

"وہ۔۔ آئم۔۔" اس نے بولنا ہی چاہا تھا کہ اس نے کھا جانے والی خونخوار نظروں سے اسے دیکھا۔ "تو اب وکالت کرنے آئے ہو تم اسکی۔۔"

"عارفہ۔۔تم پھر سے غلط سوچ رہی ہو۔۔" اس نے اس سے تکرار کی۔

"میں پرانی کسی بھی بات میں نہیں پڑنا چاہتی۔۔ مت بھولو کہ مجھے دھوکہ تم دونوں نے دیا ہے۔۔اور اب بھی میں غلط سوچ رہی ہوں۔۔ داد دینی پڑے گی تمہاری ہٹ دھرمی کی۔۔" وہ اس پہ پھٹ پڑی تھی۔

"عارفہ۔۔اٹھو چلیں۔۔" ماہم فوراً سے آگے بڑھی۔

"پلیز۔۔عارفہ۔۔میری بات تو سن لو۔۔ تم نے بھی تو مذاق کیا تھا۔۔ اور مجھے بلایا بھی تم نے تھا۔۔" اس نے واضح طور پہ اسے وہ بات سمجھانا چاہی جو وہ اسے اس دن بھی سمجھانے کی کوشش کر رہا تھا۔

"احمر۔۔ بس کرو۔۔ اگر تم اتنے ہی معصوم تھے تو بارات واپس کیوں لے کر گئے؟؟ تمہیں مجھ پہ ذرا سا بھی ترس نہیں آیا کہ میری معاشرے میں کیا عزت رہ جائے گی؟؟"

"ہاں۔۔مانتا ہوں یہ گناہ ہوا ہے مجھ سے۔۔ لیکن میں کیسے تم سے شادی کر لیتا؟؟ جب تم نے میرا اعتبار ہی نہیں کیا؟؟" اس نے یہ بات کر کے جیسے اسکی دکھتی رگ پہ ہاتھ رکھ دیا۔

"محبت کرنے لگے تھے نا اس سے؟؟ تو اب میرے پاس کیا لینے آئے ہو؟؟ اسے تم

مل گئے۔۔ تمہیں وہ مل گئی۔۔اب میرے پاس اگر معافی کی غرض سے آئے ہو تو۔۔ ٹھیک ہے کیا میں نے معاف کیا تمہیں اور اسے بھی۔۔ بس۔۔ اب میرے سامنے نہ آنا کبھی تم۔۔" وہ بنچ پر سے اٹھی اور وہاں سے چلدی۔

"نہیں ملی وہ مجھے۔۔ وہ کہاں ہے؟ نہیں جانتا میں عارفہ۔۔۔" وہ تھک ہار کر بولا کہ عارفہ جاتے جاتے رکی۔

اس نے پلٹ کر اسے دیکھا جو مجبور اور لاچار، اسکے سامنے کھڑا تھا۔

"ہاں عارفہ۔۔اس دن کے بعد سے وہ اور میں کبھی نہیں ملے۔۔" اسکی بات سن کر عارفہ کی آنکھوں سے آنسو ٹپ ٹپ بہنے لگے تھے۔یہ کیسا انکشاف تھا؟ وہ تو یہی سمجھی بیٹھی تھی کہ احمر اور آئم شادی کر چکے ہیں۔اسکے ذہن میں اپنے باپ کی کہی بات گھومی۔

"بیٹا۔۔عارفہ۔۔ایک مرتبہ آئم سے بات تو کرلو۔۔" انہوں نے اسے سمجھایا۔

"ابو پلیز۔۔ اس کا نام آج کے بعد آپ نے لیا تو بھول جایئے گا کہ میں آپکی کچھ لگتی ہوں۔۔میں گھر چھوڑ کر ہوسٹل چلی جاؤں گی۔۔" وہ ذرا بد تمیزی سے بولی تھی جس کا اسے بعد میں احساس بھی ہوا تھا۔۔لیکن اسکی اس بات کے بعد انہوں نے کبھی بھی اس سے آئم کا ذکر نہیں کیا تھا۔

"تو ابو مجھے کیا بتانا چاہتے تھے۔۔" اس نے خود سے سوال کیا۔

"عارفہ۔۔آج یقین کر لو میرا۔۔اللہ کی قسم جھوٹ نہیں کہہ رہا۔۔ آئم نفسیاتی مریض بن چکی ہے اور رات دن صرف۔۔" اس سے پہلے وہ بات مکمل کرتا عارفہ بولی۔

"تم نے تو کہا تھا تمہارا رابطہ نہیں۔۔تو یہ سب ؟؟" وہ الجھ کر بولی۔

"تمہارے ہر سوال کا جواب اس میں ہے۔۔" اس نے پی ڈی ایف فائل کھولی اور اپنا موبائل اسکے سامنے کیا۔

"کیا ہے یہ ؟؟؟" اس نے موبائل پکڑا اور اس پہ کھلی فائل کو دیکھ کر حیران رہ گئی۔

"ثمرین خان۔۔ یہ تو آئم کی سٹیپ مدر ہیں۔۔"

"خوبصورت مذاق۔۔" اس کی حیرانگی قابلِ دید تھی۔

ماہم فوراً سے آگے بڑھی اور اسکا موبائل دیکھا جس پہ ناول کھلا تھا۔

☆☆☆☆☆☆☆☆

☆☆

"کہاں رہ گئے بھائی؟؟ کب سے فون ٹرائے کر رہی ہوں۔۔آپ ٹھیک تو ہیں؟؟

" مینہ نے پریشانی سے دریافت کیا۔

''آج ملی ہے وہ۔۔'' اس نے سادہ لفظوں میں جواب دیا۔

''کیا؟؟ سچی؟؟ بات ہوئی اس سے؟؟'' مینہ نے سوال کیا۔

''ہاں۔اسے لگتا تھا کہ میں آئم سے شادی کر چکا ہوں۔۔''

''اوہ!'' مینہ سر پہ ہاتھ رکھ کر بولی۔

''ناول دیا ہے اسے پڑھنے کے لیئے۔۔ پتہ نہیں کیا فیصلہ کرتی ہے وہ۔۔'' وہ حد درجہ پریشان تھا۔

''اگر اس نے آپکی بات سن لی۔۔ناول پڑھنے کا بولا ہے تو سمجھیں مثبت جواب ہی ملے گا۔۔'' اس نے اسے تسلی دی اور فون رکھا۔

احمر اپنے دوست کے اپارٹمنٹ میں آیا اور فریش ہونے کے بعد سونے کے لیئے چلا گیا۔

کافی دنوں بعد وہ آج سکون کی نیند سویا تھا اور اسکی اہم وجہ اسکا عارفہ سے ملنا اور اپنے اور آئم کے متعلق اسکے شبہات کو دور کرنا تھا۔کب رات ہوئی اسے اندازہ ہی نہیں ہوا۔

اپنے فون پہ ہونے والی بیل کی آواز سے اسکی آنکھ کھلی۔

''ہیلو۔۔کون؟؟'' وہ گہری نیند میں تھا۔

''احمر۔۔گھر آجاؤ۔۔۔مجھے تم سے ملنا ہے۔۔'' عارفہ نے شرمندگی سے کہا اور فون رکھ دیا۔

اسکی بات پہ اسکی نیند زائل ہو گئی، وہ فوراً سے اٹھا اور ہاتھ منہ دھونے کے بعد اسکے گھر کی طرف نکلا۔ آدھ گھنٹے کی ڈرائیو کے بعد وہ اسکے گھر میں تھا۔ نجم صاحب اسکی اچانک آمد پہ مسکرا دیئے تو اس نے انہیں فوراً سے بتایا کہ اسے عارفہ نے بلوایا۔

"جانتا ہوں بیٹے۔۔ لیکن دیر کر دی تم نے آنے میں۔۔" وہ صوفے پہ براجمان تھے۔

"انکل۔۔ قسمت کو شاید یہی منظور تھا۔۔" وہ تاسف سے بولا تو انہوں نے اسے مزید بتایا۔

"میں نے بہت بار آئم کے بارے میں عارفہ کو بتانا چاہا۔۔ لیکن اس نے کسی کی نہیں سنی۔۔ آئم کا نام لیتے ہی وہ بے حد غصہ میں آجاتی تھی۔۔ آج جب اس نے مجھ سے خود آئم کے بارے میں بات کی تو میں حیران تھا۔۔ تمہاری آمد کا بھی وہ مجھے بتا چکی ہے۔۔"

وہ اسے سب بتا رہے تھے کہ عارفہ ڈرائنگ روم میں داخل ہوئی۔

"تم دونوں باتیں کرو۔۔ میں چائے بجھواتا ہوں۔۔" وہ اٹھے اور وہاں سے چلے گئے۔

"احمر؟ کیسے ہو تم؟؟" وہ اسکے سامنے صوفے پہ بیٹھی۔

اسکے سوال پہ اس نے حیرانگی سے اسے دیکھا۔

"کیا دیکھ رہے ہو؟؟ حال پوچھ رہی ہوں تمہارا؟؟ اور واقعی پوچھ رہی

ہوں۔۔" وہ اسکی نیند سے بوجھل آنکھوں میں دیکھتے ہوئے بولی۔

"لگتا ہے میرا فون سنتے ہی تم بھاگے بھاگے آگئے ہو۔۔ ایسا ہی ہے ناں "!

اس نے اثبات میں گردن ہلائی اور ہنس دیا۔ایک عرصے بعد دونوں ملے تھے اور پہلے کی طرح ہی بے تکلفی سے باتیں کرنے لگے۔

"لیکن میں یہ بھی جانتی ہوں تم مجھ سے ملنے تو آئے ہو مگر تمہیں اسکی چاہت مجھ تک کھینچ کے لائی ہے۔۔ کتنی عجیب بات ہے نااحمر۔۔ کبھی میرے بلانے پہ تم یوں ہی دوڑے چلے آتے تھے اور آج بھی آئے ہو۔۔ لیکن میرے لیئے نہیں۔۔ آئم کے لیئے۔۔" وہ بات کرتے کرتے ذرا آبدیدہ ہوئی مگر پھر بھولے پن سے مسکرادی۔

"عارفہ۔۔ آئم سوری۔۔" وہ نظریں جھکا کر بولا۔

"نو۔۔نو سوری۔۔محبت کرتے ہو اس سے تو اس میں سوری کی کیا بات بھلا؟؟" وہ نیم انداز میں مسکرادی۔

"مجھے یقین ہے رضوان تمہارا بہت خیال رکھے گا۔۔"

"رضوان؟؟ تم کیسے جانتے ہو اسے؟؟" وہ چونکی۔

"ماہم نے بتایا تھا۔۔"

"امم مم۔۔ ہاں کہتا ہے محبت کرتا ہے مجھ سے۔۔بس دعا ہے کرتا ہی رہے۔۔" وہ

ہنسی۔

''اس سے ایسا مذاق نہ کرناناں!'' وہ بھی اسی کے انداز میں بولا تو وہ اور ہنس دی مگر ہنستے ہنستے پھوٹ پھوٹ کر رو دی۔

''بہت غلط کیا میں نے احمر۔۔ تم دونوں کی بات ہی نہیں سنی۔۔بہت بار ابو نے کوشش کی کہ وہ مجھ سے اسکے بارے میں بات کریں لیکن۔۔میں نے انکی بھی کوئی بات نہیں سنی۔''

''اس سے بات نہیں ہوئی؟؟؟''آخر وہ اس سے پوچھنے کی جسارت کر پایا۔

''نہیں۔۔کس منہ سے کروں اس سے بات۔۔ میں نے کچھ سوچا ہے۔۔'' وہ کچھ دیر توقف کے بعد دوبارہ بولی تو احمر نے گہرے انہماک سے اس پہ نگاہ ڈالی۔

''اگر میں اور تم اس سے ملنے جائیں تو؟؟''

''کہاں؟؟اٹلی؟؟'' اس نے سوال کیا۔

''ہاں۔۔ظاہر ہے۔۔فاروق انکل سے بات ہوگئی ہے میری۔۔انہیں کوئی مسئلہ نہیں۔۔اب تم بتاؤ۔۔'' وہ اسکی طرف دیکھ کر بولی۔

وہ اسکی طرف دیکھ کر مسکرادیا۔کیونکہ اسکی آنکھوں سے صاف جھلک تھا کہ وہ اسے دیکھنے کے لیئے کتنا بے تاب ہے۔

”کب جانا ہے؟؟ “

”پاسپورٹ بنا ہے نا تمہارا؟؟؟ پاس ہے نا؟؟“ وہ مسکرائی۔

”ہاں ! پاس ہی ہے۔۔"

"واہ! تم تو سب بندوبست کر کے ہی آئے ہو۔۔"اس نے اسے گویا داد دی تو وہ ہولے سے مسکرا دیا۔

" لیکن عارفہ ! اگر اب اس نے ہماری بات نہ سنی تو؟؟“ اسکے سوال پہ وہ جز بز ہو کر رہ گئی مگر پھر کچھ سوچتے ہوئے پورے وثوق سے بولی۔

”میری نہ سہی۔۔لیکن تمہاری ضرور سنے گی۔۔“

احمر نے سوالیہ نظروں سے اسے دیکھا۔

”مجھ سے بہت شکایات ہیں اسے۔۔شاید میری شکل تک نہ دیکھنا چاہے۔ لیکن۔تم سے تو محبت کرتی ہے وہ۔۔“

”عارفہ۔۔وہ۔۔ “

”کچھ مت کہو۔۔ کہانی میں پڑھ چکی ہوں۔۔ کتنا بلند درجہ ہے نا تم دونوں کی محبت کا۔۔نہ قول و قرار اور نہ کوئی عہد و پیماں۔۔کاش ! میں تب سمجھ جاتی تو تم دونوں ساتھ ہوتے۔۔ خیر۔۔ اگلے مہینے شادی ہے میری۔۔آنا تو پڑے گا اسے۔۔“ احمر نے کچھ

کہنا چاہا مگر اسکے منہ سے اسکی شادی والی بات پہ وہ کچھ نہ کہہ سکا۔

عارفہ سے ملنے کے بعد اس نے ساری صورتحال سے مینہ کو آگاہ کیا تو مینہ نے اسے بڑے آرام سے اٹلی جانے کا کہا۔اور خود اپنی خالہ کے ہاں چلی گئی۔وہ نہیں چاہتی تھی کہ اب کسی قسم کی دیر سے احمر مزید الجھ کر رہ جائے۔دو سال بعد آئم سے ملنے کی امید جاگی تھی،سو وہ اسے کسی صورت جانے سے روک نہیں سکتی تھی۔

☆☆☆☆☆

☆☆☆

"کاش کہ کبھی ایسے ہو جائے۔۔وہ میرے سامنے ہو۔۔اور میری ایک مسکراہٹ دیکھنے کے لیئے بے چین۔۔لیکن یہ سب تو صرف خیالوں یا پھر خوابوں میں ہی ممکن ہوتا ہے۔۔ سوچتی ہوں اگر یہ خواب حقیقت نہیں بن سکتے تو پھر آتے ہی کیوں ہیں؟؟ کتنی حسین تلخ یاد ہے۔۔ بھلائے بھولتی ہی نہیں۔۔ نہ تمہیں جی بھر کر دیکھا نہ تم نے کچھ کہا اور نہ میں نے۔۔ کتنا عجیب احساس ہے نا! عارفہ۔۔تمہارا وہ مذاق میری ساری عمر کا روگ بن کر رہ گیا ہے۔۔لیکن کیسے کہوں تم سے۔۔کہ میں نے دھوکہ نہیں دیا تمہیں۔۔ احمر پہ تو اب تمہیں یقین آگیا ہوگا۔۔شادی کے بعد تو عورت کو یقین کرنا پڑتا ہی ہے۔۔" وہ اکثر صبح وسویرے خود سے باتیں کیا کرتی

تھی۔لان میں بیٹھے وہ خود سے باتیں کرنے میں مگن تھی۔اسکا دھیان گھاس پہ پڑنے والی شبنم پہ تھا جو خوب چمک رہی تھی۔کافی دیر تک وہ سوچتی چلی گئی۔دور کھڑا احمر،عارفہ کے ساتھ اسے کافی غور سے دیکھ رہا تھا۔عارفہ کا بھی حال کچھ ایسا ہی تھا۔

''کیا تھی یہ؟ اور کیا ہو کر رہ گئی ہے۔۔ صرف میری وجہ سے۔۔'' اس نے خود سے استفسار کیا۔

==========================

(ملے جب ہم تم)

دونوں کو اسے بغور دیکھتے ہوئے دیکھ کر وہ آگے بڑھیں اور انکے پاس آ کر بولی۔

''جانتی ہو۔۔ وہ تمہیں اپنی جان سے زیادہ محبت کرتی ہے۔۔تمہارے ساتھ غلط کرنے کے بارے میں وہ سوچ بھی نہیں سکتی۔۔ رات دن اسکا ضمیر اسے اسکے ناکردہ گناہوں پہ جنجھوڑتا ہے۔۔کئی سائکیٹریسٹ کو دکھایا۔۔لیکن بے سود۔۔ ''

''سمی آنٹی۔۔ایم رئیلی سوری۔۔'' شرمندگی عارفہ کے چہرے سے صاف جھلک رہی تھی۔

ابھی وہ دونوں ایک دوسرے سے باتیں کر ہی رہی تھیں کہ احمر اپنی ہی مستی میں محو اس جانب بڑھتا چلا گیا جہاں آئمہ تھی۔آئمہ کرسی پر سے اٹھی اور اپنی جانب آنے والے

انسان کو دیکھ کر اس کی آنکھیں پھٹی کی پھٹی رہ گئیں۔ یہ تو وہی انسان تھا جسے وہ خواب میں دیکھا کرتی تھی یا اسکا عکس ہی بُنا کرتی تھی۔ ثمرین اور عارفہ اسے اسکی جانب بڑھتا دیکھ کر اسے دیکھنے لگیں۔

احمر اسکے قریب آیا اور محبت سے مسکرایا۔ایسا اسکے ساتھ اکثر ہوتا تھا۔اس نے آگے بڑھنا چاہا مگر اپنے وہم پہ اپنا سر جھٹکتے ہوئے مسکرا دی۔

''آج پھر وہم۔۔'' اس نے اپنے ماتھے پہ ہاتھ مارا اور رخ پلٹ کر واپس جانے ہی لگی تھی کہ اس کا نارنجی دوپٹہ ہوا سے اسکے منہ پہ جا گرا۔

''وہم نہیں ہے آج۔۔'' اس نے دوپٹے کو اپنے منہ پر سے ہٹایا اور اسکے قریب آ کھڑا ہوا۔

اسکی بات پہ وہ جاتے جاتے رکی اور پلٹی۔اس نے اپنا ہاتھ آگے بڑھایا اور اسے چھوتے چھوتے رک سی گئی۔

"احمر۔۔" اس نے زیرِ لب خود سے سوال کیا۔وہ سفید شرٹ اور کالی پینٹ میں خاصا ڈیشنگ لگ رہا تھا۔

''نہیں۔۔یہ کیسے ہو سکتا ہے۔۔'' اس نے خود سے سرگوشی کی۔

عارفہ آگے بڑھی تو اسکی حیرانگی کی انتہاء نہ رہی۔وہ اسکے قریب آئی اور اسکے گلے ٹھاہ کر

کے جا لگی۔

"اتنا حیران کیوں ہو؟؟ کیا اٹلی نہیں آ سکتے ہم لوگ؟؟ "

اس نے بے حسی سے اسے دیکھا جس کے چہرے پہ اسے ملنے کی صرف خوشی تھی، اپنے کیے گئے جرم کا پچھتاوا نہیں تھا۔ ساتھ ہی ساتھ اسکا دھیان اسکے بائیں ہاتھ کی تیسری انگلی میں موجود انگوٹھی پہ پڑا تو وہ جز بز ہو کر رہ گئی۔ عارفہ اسکی نظروں کے زاویے کو خوب اچھے سے سمجھ چکی تھی۔ اس سے پہلے وہ اس کچھ بھی واضح کر پاتی، اس نے دونوں کو خوب غور سے دیکھا اور لاپرواہی سے اپنے قدم پیچھے کی جانب کھسکائے، جیسے انہیں جانتی ہی نہ ہو۔ آناً فاناً وہ وہاں سے غائب ہو گئی۔ دونوں اسکے ردِ عمل پہ حیران ہو کر رہ گئے۔

"مجھے شاید نہیں آنا چاہیئے تھا۔۔" اب کے عارفہ کے چہرے پہ شرمندگی تھی۔

ثمرین خان نے آئم کو اپنے پاس سے تیزی سے گزرتے ہوئے پایا تو اسے روکنا چاہا۔۔ مگر اس نے انہیں روکنے کا موقع ہی نہیں دیا۔ وہ اسکے پیچھے پیچھے اسکے کمرے تک گئیں مگر اس سے پہلے وہ کمرے میں جا چکی تھی۔

"آئم۔۔ اوپن دا ڈور بیٹی۔۔ اتنی دور سے ملنے آئے ہیں تم سے۔۔" انہوں نے دروازے پہ دستک دی اور اسے سمجھایا۔

"آپ جائیں یہاں سے پلیز۔۔ مجھے کسی سے نہیں ملنا۔۔ اور ان لوگوں سے بھی کہہ دیں کہ وہ لوگ جائیں یہاں سے۔۔میں نہیں جانتی ان کو۔۔" وہ کمرے کے اندر سے ہی ذرا اونچی آواز میں بولی تھی۔

"ایسے کیسے کہہ دوں؟؟ گھر آئے مہمان کے ساتھ کوئی ایسا کیسے کر سکتا ہے؟؟" انہوں نے دوبارہ سے دروازے پہ دستک دی۔

"اس سے تو کم ہی ہے جو میرے ساتھ ہوا ہے۔۔" اس نے خود کلامی کی اور انہیں جواب دینے سے قاصر رہی۔

"آئمہ بیٹی۔۔آئم۔۔کچھ تو جواب دو۔۔" وہ منمنائیں۔

اس کی بات ان دونوں کے کانوں میں پڑ چکی تھی جو لان سے لاؤنج کی طرف آرہے تھے۔

"آنٹی۔۔گیو ہر سم ٹائم۔۔ اسکا ایسا کرنا بالکل ٹھیک ہے۔۔ میں نے بہت برا کیا تھا اس کے ساتھ۔۔" عارفہ کی بات اسکے حلق میں پھنس چکی تھی۔

"آئی ایم سوری بیٹا۔۔" وہ عارفہ کی کیفیت کے پیشِ نظر بولیں۔

"اِٹس۔او۔کے آنٹی۔۔" اس کی آواز بھرا سی گئی۔"مجھے اسکے گلے لگنے کی بجائے شاید اپنے ہاتھ جوڑ کر اس سے معافی مانگنی چاہیئے تھی۔۔"

"بیٹا۔۔اسکاری ایکشن وقتی ہے۔۔سب ٹھیک ہو جائے گا۔۔"انہوں نے تسلی آمیز لہجے میں کہا۔

☆☆☆☆

☆☆☆☆

"فاروق کچھ سمجھ نہیں آرہی۔۔ وہ تو مجھ سے بھی بات کرنے سے گریزاں ہے۔۔ صرف اتنا کہا کہ ان دونوں سے کہوں کہ یہاں سے چلے جائیں۔۔" وہ ایپرن پہنے کچن میں کھانا بنا رہی تھیں اور فاروق صاحب انکی،انکے کام میں مدد کروا رہے تھے۔وہ اکثر شام میں جلدی گھر آجایا کرتے تھے اور شام کے کھانے میں انکی مدد کروایا کرتے تھے۔

"تم نے یہ کہا تو نہیں ان دونوں سے؟؟" وہ کٹر بورڈ پہ سبزیاں کاٹتے ہوئے سوالیہ بولے۔

"نہیں۔۔" انہوں نے نفی میں گردن ہلائی مگر پھر آسودہ سی مسکان لیے بولیں۔

"لیکن وہ دونوں خود یہ سب سن چکے ہیں۔۔"

"اوہ! میں کرتا ہوں بات آئم سے۔۔ گھر آئے مہمانوں کے ساتھ بھی ایسا کوئی کرتا ہے؟؟ وہ پریشانی سے بولے۔

انہوں نے کٹر بورڈ کو ایک سائیڈ پہ رکھا اور صافی کی مدد سے اپنے ہاتھ صاف کیے اور کچن سے باہر آئے۔

کوئی تین چار مرتبہ دستک دینے کے بعد بھی دروازہ نہ کھلا اور نہ ہی اندر سے کوئی جواب موصول ہوا تھا۔

آخر انہوں نے اسے آواز دی۔ "آئم۔۔"

وہ بیڈ پہ اوندھے منہ لیٹی ہوئی تھی مگر انکی آواز سن کر وہ نارمل ہوئی اور دروازہ کھولا۔

"جی۔۔ڈیڈی۔۔"

"اجازت ہو تو اندر آجاؤں؟" وہ دروازے کے پاس سے ہٹی اور انہیں اندر آنے کے لیئے رستہ دیا۔

"طبعیت ٹھیک ہے میرے بیٹے کی؟" وہ صوفے پہ براجمان ہوئے۔

"جی۔۔" اس نے نظریں جھکا کے سادگی سے جواب دیا۔

"پتہ چلا مجھے۔۔آج پاکستان سے تمہارے دوست آئے ہیں۔۔"

"میرا کوئی دوست نہیں۔۔" اس نے بگڑ کر جواب دیا تو وہ کچھ دیر خاموش رہے۔ انہوں نے اس پہ گہری نگاہ ڈالی اور چپ چاپ کھڑے رہے۔آئم کو جب محسوس ہوا کہ وہ انہیں کافی بدتمیزی سے جواب دے چکی ہے تو اس نے ہی بات کرنے

میں پہل کی۔

"دیکھیں ڈیڈی۔۔ ان دونوں کے یہاں آنے کا کیا مقصد ہے اب؟ اب ان کی شادی شدہ زندگی میں کوئی مسئلہ ہو گا تو پھر مجھے ہی الزام دیا جائے گا۔۔" اس نے ان سے ایسے بات کی جیسے وہ جانتی ہو کہ فاروق صاحب کو اس معاملے کا بخوبی علم ہو۔

"ایسے کیا دیکھ رہے ہیں آپ؟؟ جانتی ہوں کہ آپ میری کہانی۔۔ ثمرین آنٹی کے لکھے گئے ناول میں پڑھ چکے ہیں۔۔ میں کافی ٹائم سے جانتی ہوں یہ۔۔ لیکن چپ رہی کہ کہیں میری وجہ سے گھر میں کوئی بدمزگی پیدا نہ ہو۔ اور ہاں! ثمرین آنٹی سے کہہ دیجیئے گا۔۔ کہ وہ لوگوں سے ملنے والے فیڈبیک کے مطابق ناول کا دوسرا حصہ جیسے چاہیں لکھیں۔۔ ہیپی اینڈ نگ کرنا چاہتی ہیں تو شوق سے کریں۔۔ لیکن اس میں حقیقت کے رنگ نہ بھریں۔۔" ثمرین جو کمرے میں داخل ہونے ہی والی تھیں کہ اس کی بات سن کر ان کے قدم وہیں رک گئے۔ فاروق صاحب بھی اسکی بات پہ ہکا بکا رہ گئے۔

"اف ف۔۔ ڈیڈی۔۔ کیا ہو گیا ہے؟؟" انکے ردِ عمل پہ وہ کھلکھلا کر ہنسی۔ "آپ تو ایسے حیران ہو رہے ہیں، جیسے میں نے کوئی انہونی بات کر دی ہے؟" اس نے استفسار کیا مگر وہ اب بھی حیرت سے اسکا منہ دیکھ رہے تھے۔

آخر وہ سائیڈ ٹیبل کی جانب بڑھی۔ ''پڑھ چکی ہوں انکا نیا ناول۔۔'' اس نے فوراً سے موبائل ہاتھ میں لیا اور انہیں دکھایا۔

''آئم سوری۔۔بیٹا۔۔'' وہ فوراً روم میں داخل ہوئیں اور اس سے معذرتانہ انداز میں بولیں۔

''نو۔۔نو۔۔ اِٹس۔۔او۔۔کے۔۔'' اس نے ہاتھ کے اشارے سے انہیں معافی مانگنے سے روکا۔''آپ کونسا میری سگی ماں ہیں جو میرا راز رکھتیں؟ آپ نے تو ڈائری پہ لکھی اک اک بات جوں کی توں لکھی۔۔ میں بھی کیا؟؟ آپ کی اپنے لیئے کیئر دیکھ کر سمجھی تھی۔۔آپ جیسا کوئی نہیں۔۔ لیکن میں غلط تھی۔۔کیونکہ ماں تو اپنی ہی ہوتی ہے۔۔'' وہ سسکی بھر کر بولی۔

اسکی آنکھوں سے آنسو زار و قطار بہنے لگے تھے۔ ثمرین اور فاروق صاحب کا بھی کچھ ایسا ہی حال تھا۔

''بیٹی۔۔ ثمرین کی نیت بری نہیں تھی۔۔ تمہاری حالت اس سے دیکھی نہیں جاتی تھی۔۔ وہ پڑھ کر ہی تو عارفہ کو اندازہ ہوا کہ تم غلط نہیں تھی۔۔تم نے دوستی کا بھرم کبھی نہیں توڑا۔یہ جان کر ہی تو وہ تم سے ملنے آئی ہے۔۔''

''وہاٹ۔ایورڈیڈ۔۔میری ڈائری پہ لکھے الفاظ چرائے ہیں انہوں نے۔۔اور چوری

چوری ہی ہوتی ہے چاہے پیسوں کی ہو یا کسی کے لکھے گئے الفاظ کی۔۔"وہ بات کرتے کرتے رکی اور پھر کچھ دیر توقف کے بعد دوبارہ بولی۔"آپ کے مطابق اس میں میری بھلائی ہے؟ اسکے معافی مانگنے سے میری ذات پہ لگے الزام صاف ہو جائیں گے ؟؟ " اس نے جواب مانگنی نظروں سے انہیں دیکھا مگر وہ دونوں کچھ بول نہ پائے۔ "بتایئے نا۔۔ بتایئے آپ دونوں؟کیوں چپ ہیں اب؟" وہ بلک بلک کر رو رہی تھی ۔

پچھلے دو سالوں سے اسکا حال ایسا تھا جیسے خاموش سمندر۔۔ مگر اب اسی خاموش سمندر نے طوفان کی سی صورت اختیار کر لی تھی۔ وہ جس کی زبان گھنٹوں خاموش رہا کرتی تھی۔۔آج بے ضبط اور بے اختیار بول پڑی تھی۔ ثمرین نے اسے اپنے سینے سے لگانا چاہا مگر وہ اس سے دور ہٹی۔اس نے خود کو سنبھالا اور اپنے آنسوؤں کو پیتے ہوئے دوبارہ بولی۔

"میں جانتی ہوں۔۔آپ دونوں بس مجھے سمجھا سکتے ہیں اور بس۔۔۔ لیکن مجھے آپ کی کوئی نصیحت نہیں چاہیئے پلیز۔۔" اب اس سے بحث کرنا ایسا تھا جیسے طوفان کو خود کو نیست و نابود کرنے کی دعوت دینا۔۔انہیں یہ ڈر تھا کہیں وہ خود کو نقصان نہ پہنچا لے سو دونوں نے اس سے بحث نہ کرنے پہ ہی اکتفا کیا۔

☆☆☆

☆☆☆☆☆

"مجھے لگتا ہے ہمیں یہاں سے چلے جانا چاہیئے۔ناول میں تو یہ بھی لکھا تھا کہ میں نے اس سے اپنی ہار کا بدلہ لیا ہے۔اب بھلا کوئی ایسے بھی کر سکتا ہے؟؟ وہ سب تو ایک گیم تھی اور بس۔۔" آخر احمر کے صبر کا پیمانہ لبریز ہو چکا تھا۔

"نہیں احمر۔۔ ہم نہیں جائیں گے۔۔ہم اسے لے کر ہی جائیں گے۔۔"

ثمرین خان نے چائے کا تھرماس میز پر رکھا اور چائے کپوں میں ڈال کر باری باری دونوں کو چائے دی۔ وہ ان دونوں کے سامنے بیٹھیں اور احمر کو گہری نگاہ سے دیکھنے لگی جس پہ احمر کو عجیب سا محسوس ہونے لگا۔

"آپ۔۔ایسے کیوں دیکھ رہی ہیں؟؟"وہ ذرا کنفیوز ہوا۔

"سوچ رہی ہوں۔۔اتنی جلدی کیسے ہار گئے تم؟ "ہار کا بدلہ" یہ بات تمہیں یاد ہے جس کے ساتھ اس نے "شاید"کا لفظ استعمال کیا تھا مگر ساتھ ہی ساتھ یہ بھی کہا تھا۔ کہ اسکا"دل نہیں مانتا کہ یہ بات سچ ہو۔"کیونکہ اسکا دل کبھی اسے تمہارے خلاف کر ہی نہیں پایا۔۔" انہوں نے اسے تفصیلی طور پہ وہ بات دوبارہ سے بتائی جو وہ پہلے سے ہی اپنے ناول میں قلم بند کر چکی تھیں۔

"تو پھر اب ایسا کیوں؟؟" وہ الجھ کر بولا۔

"آنٹی۔۔میں جاؤں اسکے پاس؟؟" عارفہ نے اجازت چاہی تو وہ اپنا خدشہ ظاہر کرتے ہوئے بولیں۔

"مجھے نہیں لگتا کہ وہ تم سے کوئی بات کرے گی۔۔"

"وہاٹ۔ایور۔۔میں تو اس سے بات کروں گی نا! وہ میری بات سنے گی تو۔۔بھلے خود کچھ نہ کہے۔۔ مگر اس طرح سے خود کو اذیت تو نہ دے۔۔" اس نے ہاتھ میں پکڑا چائے کا کپ میز پہ رکھا اور وہاں سے اٹھی۔

پانچ منٹ کی دیری میں ہی وہ اسکے کمرے کے باہر تھی۔جوں ہی اس نے دستک دینے کے لیئے ہاتھ بڑھایا تو دروازے کو کھلا پایا۔

وہ سکون کی غرض سے اپنی آنکھیں بند کیے راکنگ چیئر پہ بیٹھی تھی۔مگر اسکے ذہن میں ماضی کی تلخ یادیں اس کا سکون غارت کرنے کے لیئے کافی تھیں۔ وہ اسکے قریب آئی اور اسکے قدموں میں بیٹھ کر رونے لگی۔آئم کو جب کسی کی سسکیوں کی آواز محسوس ہوئی تو اس نے جھٹ پٹ اپنی آنکھیں کھولیں تو اس نے عارفہ کو اپنے سامنے پایا۔

"کیا کر رہی ہو تم؟ پیچھے ہٹو۔۔عارفہ؟" وہ اسکے قدموں میں بیٹھی زار و قطار رونے لگی تو آئم اپنی جگہ سے اٹھی۔

"تم کب سے اتنی سنگدل ہو گئی ہو آئم؟ تم تو ایسی نہیں تھی۔۔ میرے رونے سے تو تمہیں تکلیف ہوتی تھی نا! تو آج کیوں تمہیں تکلیف نہیں ہو رہی؟؟" وہ کرسی پہ اپنا سر ٹکائے بیٹھی تھی۔

"عارفہ اٹھو۔۔پلیز۔۔" وہ تھوڑا زمین کی جانب جھکی اور اسے اسکے بازو سے پکڑ کر اٹھایا تو وہ اسکے سینے سے جا لگی۔

"کیا مجھے معاف نہیں کر سکتی تم؟؟"

آئم نے اسے اپنے سینے سے الگ کیا اور اسکے چہرے کو بغور دیکھنے لگی جس پہ ندامت کے ساتھ ساتھ پچھتاوا بھی تھا۔

"عارفہ! دوست جب اعتبار کرنا چھوڑ دے تو انسان کے پاس کچھ بھی نہیں بچتا۔۔ اور میرے ساتھ بھی کچھ ایسا ہی ہوا تھا۔۔مجھے ہر ایک نے برا سمجھا۔۔ہر ایک نے۔۔مجھے پرواہ نہیں۔۔ان میں سے کسی ایک کی بھی۔۔کیونکہ وہ شاید مجھے جانتے ہی نہیں تھے۔۔مگر تم تو جانتی تھی نا! تم نے کیسے سوچ لیا کہ میں تمہارے ساتھ کچھ برا کر سکتی ہوں؟ اور تم نے تو میرے کردار پہ ہی انگلی اٹھا دی۔۔" وہ ذرا سسکی بھر کر بولی تھی اور عارفہ مجرموں کی طرح اسکے سامنے نظریں جھکائے کھڑی تھی۔

"جانتی ہو عارفہ! ایسا دوست جو بچپن سے آپکے ساتھ ہو۔۔آپکی ہر چھوٹی سی چھوٹی

عادت، بات اور راز سے واقف ہو۔۔اور پھر وہی آپکے کردار پہ انگلی اٹھائے تو؟ تو خود بتاؤ۔۔کیا اسکی حالت میرے جیسی نہیں ہو گی؟؟" عارفہ نے نظر بھر کر اسے بے چارگی سے دیکھا۔

وہ ٹوٹ چکی تھی مگر پھر بھی خود کو جمع کیے ہوئے تھی۔"دوست تو مان ہوتے ہیں ناں۔۔مشکل میں سہارا دینے والے۔۔آپکے لیئے دنیا سے لڑ جانے والے۔۔ میں نے چاہا کہ تم سے بات کروں۔۔لیکن تم نے میری بات سنی ہی نہیں۔۔پھر میں نے اپنا معاملہ اللہ پہ چھوڑ دیا۔۔" اس نے اپنی آنکھوں سے بہنے والے آنسوؤں کو صاف کیا اور بات کرتے کرتے مسکرا دی۔"خیر۔۔کیا رکھا ہے ان باتوں میں۔۔تم کہو۔۔کیسی جا رہی ہے زندگی؟؟"

"تمہارے بناء بھی یہ زندگی۔۔بھلا کوئی زندگی ہوئی؟" عارفہ کی آنکھیں ابھی تک اشک بار تھیں۔

"تو شاعری کرنے لگی ہے میری دوست۔۔" آئمہ نے اسکی آنکھوں سے بہنے والے آنسوؤں کو اپنے ہاتھوں سے صاف کیا اور مسکراتے ہوئے بولی۔ "شادی بہت بہت مبارک ہو تمہیں۔۔" اسکی بات پہ اسکے چہرے پہ پانچ سیکنڈ پہلے آئی مسکراہٹ یکدم غائب ہو گئی۔"تم دونوں اچھے لگتے ہو ساتھ میں۔۔" اب کے عارفہ کو اسکی باتوں کا

مفہوم سمجھ آنے لگا تھا۔

"ارے نہیں۔۔ نہیں۔۔ایسا کچھ بھی نہیں ہے جیسا تم سوچ رہی ہو۔۔" وہ تھوڑی سی دیر کیے بناء ہی بولی۔

اسی اثناء میں احمر اسکے کمرے میں داخل ہوا تو اسکی بات ادھوری ہی رہ گئی۔

"آپکے بناء بھلا کیسے شادی ہو سکتی ہے؟؟ آپکو ہی تو لینے آئے ہیں۔۔" آئم نے دور دروازے پہ موجود احمر کو دیکھا جو آہستہ آہستہ انکی طرف قدم بڑھاتے ہوئے آرہا تھا۔اسکی آنکھوں میں آئم کے لیئے عزت اور محبت دونوں موجود تھیں۔

آئم کی حیرانگی قابل دید تھی۔اس نے پوچھنا چاہا کہ "اس دن شادی کیوں نہیں کی؟" لیکن وہ پرانی کسی بھی بات میں پڑنا نہیں چاہتی تھی۔

"نہیں۔۔ میں نہیں جا سکتی آپ لوگوں کے ساتھ۔۔پہلے ہی میری وجہ سے۔۔ "

"کچھ نہیں ہوا تھا آپکی وجہ سے۔۔ آخر یہ بات آپ کو کیوں نہیں سمجھ آجاتی؟؟" اس نے اسکی بات کو ذرا تلخی سے کاٹا۔

لیکن پھر بھی۔۔" وہ اپنی بات پہ قائم تھی۔

"دل میں بات رکھنے سے دل صاف نہیں ہوتا۔۔" اس نے احمر کی طرف کھا جانے والی نظروں سے دیکھا اور پھر بولی۔

''عارفہ۔۔میرے دل میں کوئی میل نہیں ہے تمہارے لیئے۔۔لیکن میں سوچ چکی ہوں کہ اب کبھی پاکستان نہیں جاؤں گی۔۔''

اس نے عارفہ سے ہی کہا مگر عارفہ کی بجائے جواب احمر کی طرف سے دیا گیا تھا۔''بات تو وہیں ہے میڈم۔۔'' وہ ہنسا تو عارفہ اسکے قریب جا کر ذرا آہستگی سے بولی۔

''احمر۔۔بس بھی کر دو۔۔یہ سمجھ رہی ہے کہ ہم دونوں کی شادی ہو رہی ہے۔۔''احمر نے ایک نظر مسکرا کر اسے دیکھا اور پھر عارفہ سے بولا۔

"میں جانتا ہوں کہ اسے کیسے منانا ہے۔۔۔"اس نے پورے وثوق سے کہا۔

ان دونوں کو آپس میں بات کرتا دیکھ کر آئمہ منہ پلٹ کر کھڑی ہو گئی۔

"منانے کی بجائے مزید ناراض ہو جائے گی احمر۔۔تم کیا اب یہ ڈرامہ لگا رہے ہو؟"وہ دانت کچکچاتے ہوئے بولی مگر اسے اس کی کوئی بات سمجھ آتی تب نا!

احمر آہستگی سے قدم بڑھاتے ہوئے اسکے قریب گیا اور اسکے پاس جا کھڑا ہوا۔"تو ہماری شادی ہوتے نہیں دیکھ سکتیں آپ؟؟''

اسکی بات پہ وہ یکدم پلٹی۔اسے اپنے اتنے قریب دیکھ کر وہ ذرا پیچھے ہٹی۔''کیا مطلب ہوا آپ کی اس بات کا؟؟؟''

''احمر۔۔'' عارفہ نے دانت کچکچا کر ذرا غصہ سے اسکا نام لیا۔لیکن احمر کو کس چیز کی

پرواہ تھی؟ جسے وہ پڑھ چکا تھا،اب محسوس کر رہا تھا۔۔بس اب اسکے منہ سے سننا چاہتا تھا۔

"اشش۔۔مجھے بات کر لینے دو ذرا۔۔"اس نے انگلی کی مدد سے اسے چپ رہنے کا اشارہ کیا۔"ہاں! تو مس آئم؟ دکھ ہو گا آپکو؟ اذیت؟ یا کچھ اور؟؟ "

"یہ آپ کس انداز میں بات کر رہے ہیں مجھ سے؟؟ اور یہ کیا بات کر رہے ہیں؟" وہ ہڑبڑائی جبکہ عارفہ بے بسی سے احمر کو دیکھنے لگی۔

"اذیت سے بچنا چاہتی ہیں آپ؟" وہ اسکے ردِ عمل کی پرواہ کیے بناء پھر سے بولا۔

"اذیت؟؟ کیسی؟؟ آپ کی شادی تو خوشی کی بات ہے۔۔اس میں اذیت ۔۔۔" آخر اسکی زبان لڑکھڑانے لگی تو وہ فاتحانہ انداز میں مسکرایا۔

"احمر۔۔ کیا ہو گیا ہے؟؟ کس قسم کی باتیں کر رہے ہو۔۔اتنی مشکل سے تو منایا ہے اسے۔۔اب تم۔۔" وہ اسے کوسنے لگی مگر احمر کا پورا دھیان آئم پہ تھا جس کے چہرے سے اسکی محبت صاف جھلک رہی تھی۔اور وہ اسے دیکھ کر برابر مسکرائے جا رہا تھا۔

"احمر۔۔تم سے بات کر رہی ہوں۔۔" جواب نہ پا کر عارفہ پھر سے بولی تو اس نے اسے ہاتھ کے اشارے سے اسے وہاں سے جانے کے لیے کہا۔

"عارفہ پلیز۔۔۔ "

عارفہ نے ایک نظر اسے دیکھا اور پھر آئم کو، مگر احمر کے التجائیہ انداز پہ اسے وہاں سے جانا ہی پڑا۔

"عارفہ۔۔رکو۔۔" آئم آگے بڑھی تو وہ اسکے سامنے جا کھڑا ہوا۔

"بہت عزت کرتا ہوں میں آپکی۔۔امید کرتا ہوں کہ آپ میری پوری بات سنیں گی۔"

"کیوں سنوں میں آپ کی بات؟ آپ مجھے غلط سمجھ رہے ہیں۔۔ ثمرین آنٹی نے ناول میں جو کچھ بھی لکھا وہ سب انکے اپنے تخیلات ہیں۔۔"

وہ ہولے سے مسکرایا۔"میں نے تو اسکی بات ہی نہیں کی۔۔ میں اسکی بات کر رہا ہوں جو میرے سامنے ہے۔۔"

"کیا؟؟کیا ہے آپکے سامنے؟" وہ چونکی۔

"آپ۔۔" وہ ذرا محبت سے بولا تو چند لمحے کے لیئے وہ ذرا سکتے میں آگئی۔

"ٹھیک کہہ رہا ہوں نا؟ تکلیف سے بچنا چاہتی ہیں نا؟ سامنا نہیں کر سکتیں آپ؟"

"نہیں۔۔بالکل غلط۔۔غلط کہہ رہے ہیں آپ۔۔ایسا ویسا کچھ بھی نہیں ہے۔۔" وہ بار بار بولی۔

"آپ کی منگنی ہو۔۔شادی ہو۔۔بچے ہوں یا کچھ بھی۔۔مجھے کیا۔۔" احمر کو اسکی اس

بات پہ ہنسی آگئی تھی۔وہ بے ضبط ہنس پڑا۔

”عارفہ۔۔بہت اچھی ہے۔۔پلیز آپ۔۔“ اس سے پہلے وہ اپنی بات مکمل کرتی اس نے اسکی بات کاٹی۔

”ہاں!تو فیصلہ آپ پر۔۔ عارفہ آپکے بناء شادی نہیں کرے گی۔۔اور میری شادی آپ کے بناءادھوری ہے۔۔فیصلہ آپ پر۔۔“ وہ ذو معنی الفاظ میں بولا جسے وہ سمجھنے کی کوشش کرنے لگی۔اس نے بھنوئیں سکیڑ کر اسے دیکھا۔اس سے پہلے وہ کچھ سمجھ پاتی احمر نے اسے بولنے اور سمجھنے کا موقع ہی نہ دیا۔

”مگر اب اگر بارات واپس گئی تو اسکی ذمہ دار آپ ہوں گی۔۔کیونکہ آپ کے بناء۔۔“

”جایئے یہاں سے۔۔“ اس نے ہاتھ کے اشارے سے اسے وہاں سے جانے کا کہا۔مگر وہ وہیں کھڑا رہا۔

”آئی سیڈ۔۔لیو۔۔۔۔۔“ وہ زچ ہو کر ذرا غصہ سے بولی تو اسے وہاں سے جانا ہی پڑا۔

”فضول میں۔۔حد ہوتی ہے ہر بات کی۔۔“ وہ خود کے ساتھ الجھی مگر اسکی کہی گئی بات پہ وہ ششدر رہ گئی۔

”بارات واپس۔۔ تو کیا پہلے بارات واپس۔۔عارفہ۔۔اتنا کچھ فیس کیا تم نے۔۔اتنا بڑا ظلم۔۔۔“وہ بمشکل ہی اپنی جگہ پہ کھڑی ہو پائی تھی کہ یکدم صوفے پہ ڈھے گئی۔

☆☆☆☆☆☆

☆☆☆☆

علی الصبح وہ اٹھی تو ثمرین اسکے کمرے میں چائے لے کر آئی۔اس نے چائے سائیڈ ٹیبل پہ رکھی اور کھڑکی کے پردے پیچھے کیے۔ سورج کی کرن اسے اپنے چہرے پہ محسوس ہوئی تو وہ نیند سے بیدار ہوئی۔

"آپ؟؟آپ کیوں آئی ہیں؟" وہ اٹھ کر بیٹھی۔

"ابھی تک ناراض ہو؟" وہ اسکے قریب بیٹھیں۔

"عارفہ کہاں ہے؟اسے بلوادیں پلیز۔۔مجھے اس سے بات کرنا ہے۔۔" وہ بستر سے نیچے اتری اور وہاں سے خود ہی جانے لگی۔

"دونوں جاچکے ہیں۔۔"ان کی دی ہوئی اطلاع اس پہ قیامت بن کر ٹوٹی تھی۔ گزشتہ رات احمر نے جو خبر اور دھمکی اسے دی تھی،وہ سب سن کر خود کو سنبھال نہ پائی۔ مگر عارفہ سے بات کرنے کی ہمت نہ جھٹا پائی۔

"مجھ سے ملے بنا کیسے؟؟" اس نے دکھ سے کہا۔

"وہ تو ملے بناء جانا نہیں چاہتی تھی مگر۔۔احمر نے ہی اسے کہا کہ تم نے پاکستان،شادی پہ آنے کی حامی بھر لی ہے۔۔"

''نام مت لیں اسکا میرے سامنے۔۔میں نے ایسا کچھ نہیں کہا۔۔بلکہ اس نے ہی۔۔'' وہ بات کرتے کرتے رکی۔

''کیا؟'' انہوں نے جاننا چاہا مگر وہ خاموش ہو کر رہ گئی۔

''جانتی ہوں تم اب میرا اعتبار نہیں کرو گی۔۔لیکن میرا ارادہ تمہاری زندگی میں تمہاری دوست کو واپس لانے کا تھا اور اسکو بھی۔۔''

''کوئی نہیں ہے وہ میرا۔۔ بس کریں آپ۔۔''وہ ذرا نمی سے بولی۔

''ماں نہیں ہوں تمہاری۔۔لیکن تمہارے حلق میں رہ جانے والے لفظوں اور آنکھوں میں جذب ہونے والے آنسوؤں کو سمجھ سکتی ہوں۔۔''

ان کی بات سن کر وہ انکے گلے لگ کر پھوٹ پھوٹ کر رو دی۔

☆☆☆☆☆☆☆

☆☆☆☆

اگلے روز کی فلائٹ سے دونوں پاکستان واپس آ گئے تھے۔عارفہ اس پہ خوب بگڑی کہ اسے ''حقیقت کیوں نہیں بتائی؟'' لیکن اسکا یہی کہنا تھا کہ ''جو وہ چاہتا ہے وہ اسے نہیں سمجھ سکتی کبھی بھی۔۔''

مایوں کی رات تھی،اور اسکی نظریں دروازے پہ ٹھہری ہوئی تھیں۔ایسا گمان ہو رہا تھا

کہ وہ اپنے دلہے کا انتظار کر رہی ہے مگر در حقیقت اسے اپنی دوست کا انتظار تھا۔اس کا انتظار کرتے کرتے پورا دن گزر گیا مگر وہ نہیں آئی۔

"ماہم! اب تک تو اسے آجانا چاہیئے تھا نا!" وہ اداسی سے بولی۔

"آجائے گی۔۔مجھے امید ہے۔۔"

"امید تو مجھے بھی ہے۔۔مگر تمہی دیکھو نا۔۔شام ہو گئی اور ابھی تک۔۔۔۔ "

اسی اثناء میں دروازے پہ دستک ہوئی۔ نجم صاحب اٹھے اور مین گیٹ کھولا۔

"ماشاءاللہ! ماشاءاللہ! آجاؤ۔۔ صبح سے عارفہ دروازے پہ طاق لگائے بیٹھی ہے۔۔ شکر ہے آپ لوگ آگئے۔۔" انہوں نے خوش خلقی سے انہیں خوش آمدید کہا۔اور فاروق صاحب سے مصافحہ بھی کیا۔

وہ لان سے لاؤنج میں مہمانوں کے ساتھ داخل ہوئے۔ابھی عارفہ اس سے بات کرنے میں ہی مگن تھی کہ اس نے اپنے سامنے آئم کو پایا جو فاروق صاحب اور ثمرین کے ساتھ لاؤنج میں داخل ہو رہی تھی۔

"آئم۔۔ آگئیں تم۔۔" وہ فوراً سے اپنا پیلا شرارہ سنبھالتے ہوئے اٹھی اور اسکی طرف بھاگی بھاگی گئی۔ "میں جانتی تھی تم ضرور آؤ گی۔۔تم ضرور آؤ گی۔۔" اس کی خوشی کی کوئی انتہا نہیں تھی۔

”ہاں کیوں نہیں آنا تھا میں نے۔۔ اپنی دوست کی شادی پہ میں نہ آؤں؟ایسا ہو سکتا ہے بھلا؟“ وہ اسکے گلے جا لگی۔

"اوئے یہ کیا پہن کر آئی ہے؟؟" وہ اس سے الگ ہوئی اور اسکے کپڑوں کی طرف دیکھ کر بولی۔

"کہاں ہیں ایسے کپڑے میرے پاس؟ اور کہاں وقت تھا ایسے کپڑے بنوانے کا؟" اس نے افسردگی سے منہ بنایا۔

"پتہ تھا مجھے۔۔ جلدی سے اندر جاؤ۔۔اور چینج کر کے آؤ۔۔" اس نے ماہم کو اشارۃً اسکے ساتھ جانے کا کہا تو آئم کے ماتھے پہ بل پڑ گئے۔

"ٹیک اٹ ایزی۔۔ اپنے جیسا ہی بنوایا ہے تمہارا بھی۔۔ اب جاؤ۔۔۔۔" اس نے ذرا زور دے کر کہا تو وہ نیم انداز میں مسکرا دی۔

"قسم سے۔۔ جلن ہو رہی ہے مجھے آپ دونوں کی دوستی کو دیکھ کر۔۔۔" ماہم رشکیہ انداز میں بولی۔

"نظر نہ لگانا ہمیں۔۔۔" عارفہ نے منہ بنا کر اسے خوب تنگ کیا۔

مہندی لگانے والی اسکے پاس آ کھڑی ہوئی تو اس نے ماہم کو اسے چینج کروانے کے لیئے ،وہاں سے لے جانے کا اشارہ کیا۔

"پہلے ہی کسی کی نظر نے ہماری زندگی کے دو سال ہم سے چھین لیئے۔۔" اس نے دل میں خود سے سرگوشی کی۔اسکے چہرے پہ چھائی اداسی کو عارفہ محسوس کر چکی تھی، تبھی وہ ماہم سے بولی۔

"جاؤ بھی۔۔۔ اور ہاں مہمانوں کے لیئے کولڈ ڈرنک بجھوا دینا۔۔ اور میری دوست کو کافی بنا کر دینا۔۔ میں تب تک مہندی لگوالوں۔ لیکن ایک ہاتھ پہ تم سے ہی لگواؤں گی۔۔او۔کے۔۔۔" اسکی بات پہ آئم نے مسکرا کر اثبات میں گردن ہلا کر ذرا مسکرا کر جواب دیا۔

☆☆☆☆☆☆

☆☆☆

مرتضیٰ صاحب اور انکی بیگم عمرے کے بعد پاکستان واپس آ چکے تھے۔مینہ نے انہیں ساری بات سے آگاہ کر دیا تھا۔احمر اور عارفہ کے مابین مفاہمت بلاشبہ انکے لیئے حیران کن بات تھی مگر انہیں خوشی اس بات کی تھی کہ انکا بیٹا نارمل زندگی کی طرف لوٹ رہا ہے۔ نجم صاحب کے اصرار پہ ہی انہوں نے عارفہ کی شادی میں شرکت کی حامی بھری۔ نجم صاحب کے ذہن میں ایک الگ بات ہی پنپ رہی تھی۔ جس کے لیئے دونوں خاندان (مرتضیٰ صاحب اور فاروق صاحب) کا آپس میں آمنا سامنا

ہونا ضروری تھا۔

اگلے روز مہندی کی رات تھی۔ پورے گھر کو روشنیوں سے سجایا گیا تھا۔ اور گھر کے لان میں ہی مہندی کی تقریب کے لیئے بندوبست کیا گیا تھا۔

"دیکھیں مرتضٰی صاحب! بات ساری قسمت اور مقدر کی ہوتی ہے۔ ہماری بیٹی کا نصیب آپکے گھر میں نہیں تھا۔۔ لیکن ہماری دوسری بیٹی۔۔ میرا مطلب اگر آپکو اعتراض نہ ہو تو؟" نجم صاحب ان کے برابر میں بیٹھے ان سے بات کر رہے تھے۔

ان کی کہی گئی بات کا مطلب مرتضٰی صاحب اچھے سے سمجھ چکے تھے لیکن ان کے منہ سے سننا چاہتے تھے۔

"ان سے ملیئے۔۔ یہ فاروق صاحب ہیں۔۔ آئم کے والد۔۔" نجم صاحب نے فاروق صاحب کو اپنی جانب آتا دیکھا تو فوراً سے اٹھ کر ان کا تعارف کروایا۔

"اور یہ مرتضٰی صاحب ہیں۔۔ خیر سے ایک ہفتہ پہلے ہی عمرہ کر کے لوٹے ہیں۔۔"

"ماشاءاللہ! بہت بہت مبارک ہو آپکو۔۔" فاروق صاحب نے ان سے مصافحہ کیا۔

پھر کیا تھا۔ تینوں میں بات چیت کا ایک نہ ختم ہونے والا سلسلہ شروع ہو گیا۔ جبکہ اندر ایک دفعہ محفل پھر سے ویسے ہی جمی، جیسے آج سے دو سال پہلے جمی تھی۔ فیصل آباد کی تمام لڑکیاں مقابلے کے لیئے تیار تھیں سوائے آئم کے۔

مینہ آئم کے چہرے کی اداسی سمجھ چکی تھی کیونکہ احمر اسے سب بتا چکا تھا۔

''آپ نہیں آئیں گی؟؟'' مینہ اس سے سوالیہ انداز سے بولی جو بے بی پوپھو کے پاس بیٹھی انہیں مہندی لگا رہی تھی۔

''نہیں۔۔بے بی پوپھو کو مہندی لگا رہی ہوں۔۔'' اس نے بڑی صفائی سے انکار کیا تو مینہ نے خاموشی سے وہاں سے جانا ہی مناسب سمجھا۔

''میری بچی۔میں نے تمہارے ساتھ بہت غلط کیا۔۔ مجھے معاف کر دینا۔۔نجانے اس وقت مجھے کیا ہو گیا تھا۔مجھے سمجھ ہی نہ آیا کہ۔۔" وہ معذرتانہ انداز میں بولیں۔

اس سے پہلے وہ اپنی بات مکمل کرتیں ،آئم نے تیزی سے انکی بات کاٹی۔

"نہیں۔۔پوپھو۔۔ ایسانہ کہیں۔۔ پلیز۔۔" اس نے انہیں معافی مانگنے سے منع کیا۔

۔اللہ تمہارا نصیب اچھا کرے۔۔آمین!" وہ دعائیہ انداز میں بولیں تو اسکے چہرے پہ مسکراہٹ اور ڈمپل واضح ہوئے۔ اسے خوشی تھی کہ بے بی پوپھو کو اپنے کیے ہوئے کا پچھتاوا ہے۔

''میں آج تک سمجھ ہی نہ پائی کہ نصیب تو رب سوہنا جوڑتا ہے۔۔ہم بھلا کون ہوتے ہیں اس کے کام میں دخل اندازی کرنے والے۔۔ تمہارے نصیب میں بھی اس نے

اسی کو لکھ دیا ہے۔۔اور دیکھنا وہی تمہارے لیئے بہترین ثابت ہو گا۔۔ان شاء اللہ۔۔" بے بی پھو پھو کی نظروں میں اپنے کیے کی ندامت تھی۔

اس نے بھنویں سکیڑ کر انہیں دیکھا اور انکی بات کو قدرے غور سے سنا مگر سمجھ نہ سکی۔

"اچھا۔۔ہاتھ تو سیدھا رکھیں۔۔باتیں کرتے کرتے انگلیاں جوڑ دیں ہیں آپ نے۔۔" انکی انگلیوں پہ لگی خراب مہندی کو دیکھ کر وہ ان کی باتوں کے حصار سے باہر نکل کر ہنس کر بولی۔

"چلو کوئی نا۔۔ بہت اچھی لگادی ہے مہندی تم نے۔۔" وہ خوشی سے مسکرائیں۔

"خدا تم دونوں کو خوش رکھے۔۔آمین"!

"دونوں؟؟" اس نے سوالیہ کہا۔اور انکی بات کو سمجھنا چاہا۔

"ہاں۔۔احمر اور۔۔۔۔" انکے منہ سے ادا ہونے والے لفظوں پہ اسکا منہ حیرت کے مارے کھلا کا کھلا ہی رہ گیا۔

========================

(تیرا میرا ساتھ رہے)

"بے بی پھو پھو۔۔ آپ کو باہر ایک آنٹی بلا رہی ہیں۔۔" مینہ کی غیر متوقع آمد پہ بے بی پھو پھو کے الفاظ انکے منہ میں ہی رہ گئے تھے۔

بے بی پوپھو اس کے پاس سے اٹھیں اور وہاں سے باہر چلی آئیں۔

"احمر اور؟؟" آئم انکے الفاظ دہراتے ہوئے تذبذب کا شکار ہوئی۔

"آپ کو کیا ہوا بھابھی؟؟"

"بھابھی؟؟" اب کے مینہ کی بات پہ اسکے چہرے کی ہوائیاں اڑ گئیں۔

"اچھا میں چلتی ہوں۔۔ کھانا لگ گیا ہو گا۔۔" مینہ اپنے ہی منہ سے نکلے لفظوں پہ خود کو کوستی ہوئی وہاں سے ایسے غائب ہوئی جیسے وہاں تھی ہی نہیں۔

"یہ سب کیا ہے؟؟ کیا ہو رہا ہے یہاں؟؟ کچھ تو ہے۔۔" وہ خود سے گویا ہوئی۔

مہندی کی پوری تقریب میں وہ احمر کو ہی ڈھونڈتی رہی، مگر احمر کا وہاں کوئی نام و نشاں نہ تھا۔ اس نے کئی دفعہ مینہ سے پوچھنے کی کوشش کی مگر پوچھنا مناسب نہ سمجھا۔ البتہ عارفہ اسکی متلاشی نظروں کی بے قراری کو اچھے سے سمجھ رہی تھی۔ لیکن وہ چاہتی تھی کہ آئم اس سے خود پوچھے۔

مہندی کی رسم کے بعد اس نے چار و ناچار اس سے پوچھ ہی ڈالا۔ "عارفہ؟؟؟ وہ کہاں ہے؟؟؟"

عارفہ نے شرارت بھری نگاہوں سے اسے دیکھا۔

"ایسے کیوں دیکھ رہی ہو؟؟؟" وہ تذبذب کا شکار ہوئی۔

"دیکھ رہی ہوں۔۔اتنی بے قراری۔۔۔" وہ کھسیانی ہنسی ہنس دی۔

"عارفہ پلیز۔۔ کچھ تو شرم کرو۔۔آج اسکے نام کی مہندی لگی ہے تمہارے ہاتھ پہ۔۔اور تم ہو کہ پھر سے۔۔۔جانتی بھی ہو کہ اس مذاق نے۔۔۔" وہ تنبیہی انداز میں بولی۔

عارفہ جو ابھی دبے دبے انداز میں ہنس رہی تھی۔اب کے اور کھلکھلا کر ہنسنے لگی۔

"عارفہ۔۔پاگل ہو گئی ہو کیا؟؟؟" آئمہ نے حیرانگی سے استفسار کیا۔

"ہاں۔۔ یہی سمجھو۔۔۔"

"ہر کوئی عجیب بی ہیو کر رہا ہے۔۔مینہ۔۔بے بی پو پھو۔۔اور اب تم۔۔" وہ الجھ کر بولی۔

عارفہ نے اسے گھور کر دیکھا اور پھر کچھ دیر توقف کے بعد بولی۔

"تمہارا مسئلہ کیا ہے آخر؟؟ کس سے چھپ رہی ہو تم؟؟ اور کس سے چھپا رہی ہو؟؟ اب کے وہ سنجیدہ تھی۔

"کسی سے نہیں۔۔ اور تم جیسا سوچ رہی ہو۔۔ویسا کچھ بھی نہیں ہے۔۔کل شادی ہو رہی ہے تمہاری اس سے۔۔ سمجھو اس بات کو۔۔۔" اس نے اسے ڈانٹ کر کہا۔

"یہی تو۔۔ میں تو سمجھ رہی ہوں۔۔لیکن شاید تم۔۔" اس سے پہلے عارفہ مزید کچھ

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

بولتی آئم نے اسے روکا۔

"پلیز۔۔عارفہ۔۔ تمہارے ذہن میں جو کچھ بھی چل رہا ہے۔۔ بہتر ہے اسے نکال دو۔۔"اس نے چاہا کہ وہ مزید کچھ کہہ سکے لیکن اسکی زبان نے اسکا ساتھ نہ دیا۔اسکے الفاظ اسکے حلق میں ہی دب کر رہ گئے۔

عارفہ نے اسے قدرے غور سے دیکھا تو وہ اس سے نظریں ملا نہ پائی اور اسکے پاس سے آناً فاناً غائب ہو گئی۔

عارفہ اسکی آواز کی نمی کو محسوس کر چکی تھی۔اس نے موبائل نکالا اور میسج ٹائپ کرتے ہوئے مطلوبہ شخص کو بھیجنے کے بعد،رضوان(منگیتر) کی تصویروں کو،جو اس نے اپنے ہاں مہندی کی رسم کی اسے بھیجی تھیں،دیکھنے لگی۔

اسے عارفہ کا میسج موصول ہوا تو اسکا دل زور زور سے دھڑکنے لگا۔"لاہوری لڑکے۔۔ فیصل آباد کی لڑکی دل ہار بیٹھی ہے تم پہ۔۔ باہر ہی آرہی ہے۔۔ ابھی اس سے بات کرلو تو ہو سکتا ہے کہ تمہارا کام ہو جائے۔۔اور ہاں۔۔ میرا گفٹ تیار رکھنا۔۔"

اس نے جیسے ہی اسکا میسج پڑھا تو فوراً سے بالکنی میں آیا جہاں اس نے اسے لان میں ٹہلتے ہوئے پایا۔رات بھلے ہی گہری تھی لیکن لان میں موجود ہلکی پیلی روشنی میں وہ

اسے صاف نظر آ رہی تھی۔اسکا حسن ان ٹمٹماتی روشنیوں میں قابل دید تھا۔

''میں کیسے تمہیں بتاؤں کہ۔۔میں واقعی تم پہ اپنا سب کچھ ہار بیٹھا ہوں۔۔'' وہ دل ہی دل میں اسے دیکھتے ہوئے بولا۔

تھوڑی سی دیر کیے بناء ہی وہ بالکنی سے کمرے میں آیا اور شیشے کے سامنے کھڑے ہو کر اپنے بال سنوارنے لگا۔

''بھئی بہت بہت مبارک ہو بھائی۔۔'' مینہ نے بلا اجازت دروازہ کھولا۔''اوئے ہوئے۔۔'' اسکی تیاری کو دیکھتے ہوئے مینہ نے اسے خوب چھیڑا۔''ابھی تو رشتہ پکا ہوا ہے لڈو بھائی۔۔بارات نہیں لے کر جانی۔۔''

اس نے اسکی بات کو سن کر بھی ان سنا کر دیا اور فوراً سے وہاں سے بھاگا۔

''کیا ہو گیا ہے؟؟ لڈو بھائی؟؟؟'' وہ اسکے پیچھے پیچھے بھاگی لیکن وہ سیڑھیوں سے ہوتا ہوا نیچے جا چکا تھا۔

وہ فوراً سے بالکنی میں آئی۔''اوہ۔۔'' اسے لان میں پا کر اسے آگے کی ساری کہانی سمجھ آ گئی تھی۔

وہ لان میں آیا۔اس سے پہلے وہ اس کے قریب جاتا،ماہم نے اسے روکا۔"چلو۔۔۔اب یہ کہاں سے آ گئی۔۔" وہ تنگ آ کر خود سے بولا۔

''کہاں جا رہے ہیں؟؟؟'' وہ آئم کو ٹہلتے ہوئے دیکھ چکی تھی۔ تبھی اس سے ذرا شرارتی انداز میں سوالیہ بولی۔

''میں۔۔ کہیں نہیں۔۔ وہ عارفہ نے بلایا تھا۔۔ کچھ چیزیں شیلف پر سے اتروانی تھیں اس نے۔۔'' وہ بوکھلایا ہوا تھا۔

''ہاں۔۔ تو ٹھیک ہے۔۔ لیکن عارفہ کا کمرہ تو اندر ہے نا۔۔'' ماہم نے اپنی ہنسی ضبط کی۔

''ہاں۔۔'' اس نے اثبات میں سر ہلایا۔

''ویسے عارفہ کی ساری چیزیں بھیج دی ہیں۔۔ شیلف پہ تو کچھ نہیں پڑا ہوا۔'' وہ کھلکھلا کر ہنسی۔

احمر نے اسے تیکھی نظروں سے دیکھا۔

''ہاں نا۔۔ وقت دیکھا ہے آپ نے احمر بھائی جان۔۔ اس وقت آپ یہاں کیوں ہیں؟ یہ تو میں اچھے سے جانتی ہوں۔۔'' ماہم نے ہنستے ہوئے، اسے مزید پریشان کیا۔

''ایک تو تم فیصل آباد کی لڑکیاں۔ اف ف۔۔ کسی کو امپریس کرنے کا کوئی بھی موقع ہاتھ سے جانے نہیں دیتی ہو۔۔''

اسکی بات سن کر ماہم کو اور ہنسی آئی۔ آئم کے کانوں میں جوں ہی اسکے الفاظ پڑے

تھے،اس نے دونوں کو پلٹ کر دیکھا۔

"دیکھیں ایمن۔۔ان صاحب نے ہم پہ ابھی طنز کیا ہے۔سنا آپ نے؟؟" ماہم نے اسکے قریب آئی لیکن اس نے اسکی بات کو اَن سنا کیا اور وہاں سے جانے لگی۔

لیکن یہ کیا تھا؟؟ اسکے قدم اپنے آپ ہی اس سے بغاوت کرنے لگے تھے۔نہ چاہتے ہوئے بھی وہ اسکے پاس ٹھہر سی گئی۔اس نے نظر بھر کر منتظر نگاہوں سے اسے دیکھا۔جیسے چاہتا ہو کہ وہ اس سے خود بات کرے لیکن بے سود۔اس نے دو گھڑی اسے دیکھا اور وہاں سے جانے لگی۔

"بھئی کافی ملے گی؟؟؟" احمر نے ذرا زور سے کہا تو اسکے جاتے قدم رک سے گئے۔

اس نے اسے پلٹ کر دیکھا تو اسے اپنی جانب متوجہ نہ پایا۔

"مس ماہم۔۔ کافی ہی پلا دیجیئے۔۔واقعی آپ کے ہاں کے لوگ تو بڑے ہی بے مروت ہیں۔۔کم از کم آپ سے ہمارا کیا رشتہ جڑنے والا ہے اسی کا لحاظ ہی کر لیں۔۔" اس نے بھلے ہی یہ سب ماہم سے کہا لیکن آئم سمجھ چکی تھی کہ وہ یہ سب اسے ہی کہہ رہا ہے۔

اسکے انداز پہ ماہم دبے دبے انداز میں مسکرائی۔"بھئی میرے پاس تو ایک منٹ بھی نہیں ہے کہ کافی بناؤں۔۔" اس نے اپنے کندھے اچکائے اور یہ جا وہ جا۔

اس نے مڑ کر آئم کو دیکھا جو پلٹ کر اسے ہی دیکھ رہی تھی۔ وہ اسے دیکھ کر مسکرایا تو وہ اسے دیکھتے ہوئے کسی الگ دنیا میں ہی محو ہو کر رہ گئی۔

"چھت پہ تمہارا انتظار کر رہا ہوں۔۔ مجھے کچھ بات کرنی ہے تم سے۔۔" وہ اسکے قریب آیا اور ایک چٹکی بجاتے ہوئے نیم انداز میں مسکرا کر بولا تو وہ اپنے حواسوں میں واپس آئی۔

"مگر مجھے۔۔" اس سے پہلے وہ کچھ کہتی وہ اسکے پاس سے ہوتا ہوا چھت پہ آ گیا۔

"آخر یہ لوگ کیا چاہتے ہیں؟؟" وہ اندر ہی اندر الجھ رہی تھی۔ اسکا جی چاہا کہ وہ فوراً سے آگے بڑھے اور اسے کہہ دے کہ اسے اس سے کوئی بات نہیں کرنی۔ وہ چھت پہ کسی صورت نہیں آئے گی۔ لیکن کچھ ایسا تھا جو اسے یہ سب کرنے سے روک رہا تھا۔

وہ اندر لاؤنج میں آئی تو سبھی لوگ ایک دوسرے کے ساتھ ہنسی خوشی سے باتیں کرنے میں محو تھے۔ مٹھائی قدرے تصرف سے تقسیم کی جا رہی تھی۔

بے بی پھپھو اسکے قریب آئیں اور اسکا منہ میٹھا کروایا۔ "اللہ تعالیٰ تمہارا نصیب اچھا فرمائے میری پیاری بیٹی۔۔" فاروق صاحب اسکے قریب آئے اور اسکے سر پہ ہاتھ پھیرتے ہوئے بولے۔

مرتضیٰ اور نجم صاحب سمیت گھر کے سبھی افراد نے اسے مبارکباد دی۔ اب اسکی سمجھ

میں سب آنے لگا تھا۔ ''پھر سے وہی کچھ دہرانے جا رہا ہے۔'' یہ سوچ کر اسکا دل دہل کر رہ گیا۔

''اتنا بھی کیا ہو گیا کہ رات کے اس پہر یہ لوگ۔۔'' اسکے ذہن میں ہلچل سی مچنے لگی تھی۔

''اتنے دن ہو گئے تمہیں ہنستے نہیں دیکھا۔۔اب تو ہنس دو۔۔'' ثمرین اسکے قریب آئی تو وہ اپنے خیال سے نکلی۔اس نے اسکی طرف بے چارگی سے دیکھا اور وہاں سے چلتی بنی۔

''شرما گئی بچی ہماری۔۔'' بے بی پو پھو زرا لاڈ سے بولیں تو سبھی ہنس دیئے۔

☆☆☆☆☆

☆☆☆☆☆

''یہ سب کیا ہے عارفہ ؟؟؟ کیا پاگل پن ہے یہ ؟؟'' اس نے جھٹ سے دروازہ کھولا اور اس پہ بھڑک اٹھی۔

''ریلیکس۔۔ریلیکس۔۔مجھے تو لگا تھا تم مٹھائی لے کر آؤ گی۔۔'' عارفہ قدرے سکون سے بولی تو اسے اور غصہ آیا۔

''خیر۔۔ لو منہ میٹھا کرو۔۔ تمہاری پسند کی چاکلیٹ۔۔'' اس نے اسکے منہ کی

طرف چاکلیٹ بڑھائی تو اس نے ہاتھ کے اشارے سے اسے روکا۔

''پھر سے وہی سب دہرا رہی ہو تم۔۔کیوں یار؟؟ پلیز رو کو ان سب کو۔۔'' وہ بمشکل ہی خود کو پر سکون کر پائی تھی۔عارفہ کی طرف سے کسی قسم کے ردِ عمل کا اظہار تک نہ کیا گیا جس کی وجہ سے وہ زچ ہو کر پھر سے بولی۔''ایسا بھی کیا ہو گیا کہ رات کے ایک بجے یہ لوگ۔۔''

''تو؟؟ رشتہ پکا کرنے کے لیئے اب کیا تم دونوں کی کنڈلیاں ملائیں؟؟'' وہ تمسخر آمیز لہجے میں بولی۔

''سمجھاؤ ان سب کو۔۔تمہارے ساتھ میں یہ سب نہیں ہونے دوں گی اب۔۔ اسے مکرنے نہیں دوں گی عارفہ۔۔وہ آخر سمجھتا کیا ہے ہم دونوں کو۔۔'' آخر وہ بے ضبط رو دی۔

''سمجھنے کی ضرورت تمہیں ہے آئم۔۔اور تمہیں کیا لگتا ہے کہ میرے ساتھ کوئی ظلم ہو رہا ہے؟؟'' اس نے سوالیہ انداز میں اس سے پوچھا۔

وہ اسکی بات کو سمجھنے کی کوشش کرنے کی غرض سے اسے بغور دیکھنے لگی۔

''ہر گز نہیں۔۔ ظلم تب ہوتا جب اس شخص کو مجھ سے جوڑ دیا جاتا جس کے دل میں۔۔میں ہوں ہی نہیں۔۔'' عارفہ کی آنکھیں بھی بھیگ چکی تھیں۔

"عارفہ۔۔مکر رہا ہے اب وہ۔۔" وہ عارفہ کا ہاتھ پکڑ کر اسے دلاسہ دیتے ہوئے بولی۔

"یار۔۔تم مکر رہی ہو۔۔وہ نہیں۔۔" اس نے ذرا ڈپٹ کر کہا۔

اسکا حال دیکھ کر ایک لمحے کے لیئے تو آئم کا دماغ سٹپٹا کر رہ گیا۔

عارفہ نے خود کو سنبھالا اور پھر کچھ دیر توقف کے بعد اپنے آنسوؤں کو صاف کرتے ہوئے دوبارہ بولی۔

"اپنی ڈائری پہ اپنے ہی ہاتھوں سے لکھے گئے،اس لازوال جذبے کو ایک مرتبہ ضرور پڑھ لو تم۔۔پلیز۔۔محبت کی یوں بے حرمتی نہیں کرتے آئم۔۔اور تمہاری محبت تو ہے بھی پاک۔۔دودھ جیسی شفاف۔۔"

اسکی بات سن کر آئم کا دماغ تقریباً ماؤف ہو کر رہ گیا تھا۔

"مگر تم؟؟؟" اس کے منہ سے صرف اتنا ہی نکلا تھا۔

"میری فکر کرنے کے لیئے رضوان ہے نا۔۔اور میں اسکے ساتھ بے حد خوش ہوں۔۔"

آئم نے بھنویں سکیڑتے ہوئے اسے سوالیہ انداز سے دیکھا تو اس نے اپنا موبائل کھولا اور گیلری کو ٹٹولتے ہوئے اسے رضوان کی تصویر کھول کر دکھائی۔

"یہ ہیں۔۔میرے منگیتر۔۔ مجھے ان کے نام کی مہندی لگی ہے آج۔۔ احمر کے

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

نہیں۔۔"

آئم کی حیرانگی قابلِ دید تھی۔ اس کی گہری آنکھوں میں چمک کے ساتھ ساتھ شکوہ بھی تھا۔

"اتنا کچھ ہو گیا اور تم نے مجھے بتایا تک نہیں؟؟"

"کیسے بتاتی؟؟ تم نے کچھ سنا ہی کب تھا؟؟" وہ زخمی انداز میں مسکرائی۔

"مگر عارفہ۔۔ یہ سب غلط ہے۔۔ سراسر غلط ہے۔۔ تم کیسے؟؟" وہ تناؤ کا شکار ہوئی تو عارفہ نے اسکا ہاتھ اپنے ہاتھوں میں لے کر اسے پر سکون کیا۔

"کچھ بھی غلط نہیں ہو رہا۔ اور ویسے بھی۔۔ اس ہارے ہوئے لاہوری لڑکے سے بھلا مجھ فیصل آبادی لڑکی کا کیا جوڑ؟؟" اس نے اپنے آنسو آنکھوں کے کنارے سے رگڑ کر صاف کیے اور استہزائیہ انداز میں بولی۔

"ہوں تو میں بھی فیصل آباد کی۔۔" اس نے جیسے اسے یاد کروایا تو وہ ہنسی۔

"ہاں۔۔ لیکن تم سے تو وہ ہارا تھا نا۔ اور پھر تمہیں پہ اپنا دل بھی ہار بیٹھا۔۔"

"عارفہ۔۔ مگر۔۔ میں اسے۔۔" اس سے پہلے وہ کچھ کہتی عارفہ کے موبائل پہ بیپ ہوئی۔

اس نے فون اٹھایا تو احمر کی طرف سے میسج تھا۔

''اسے کہنا کافی کے ساتھ ساتھ مٹھائی بھی لیتی آئے۔۔''

''کافی کے ساتھ ساتھ مٹھائی بھی لیتی جانا۔'' اسکی بات پہ آئم کی آنکھیں پھیل سی گئیں۔

''کیا ہے؟؟ میں نے کیا کہا ہے؟؟ اس نے فرمائش کی ہے۔۔'' عارفہ بچوں کی طرح بولی اور موبائل اسکے سامنے کرتے ہوئے نیم انداز میں مسکرائی۔

''میں نہیں جا رہی کہیں۔۔'' اس نے کندھے اچکائے اور اسکے برابر میں آ بیٹھی۔

''چلی جاؤ یار۔۔ پہلے ہی سردی بہت ہے۔۔ بیمار ہو گیا نا تو مجھے مت کہنا۔'' عارفہ نے اپنے کندھے سے اسکے کندھے کو جنبش دی اور اسے خوب چھیڑتے ہوئے کھلکھلا کر ہنسی۔

''بہت برے ہو تم دونوں۔۔'' اس نے خفگی سے اسکی طرف دیکھا۔

''اچھا اب۔۔ جاؤ۔۔'' عارفہ ذرا زور دے کر بولی۔

''تم خوش تو ہو نا؟؟'' وہ آنکھوں میں احساسِ ندامت لیے بولی۔

''ہاں۔۔ بہت خوش۔۔ اور پلیز۔۔ اب جاؤ۔۔'' اس نے تائیدی انداز میں کہا۔

''اچھا سنو۔۔'' اسکی بات پہ وہ جاتے جاتے رکی۔

اس نے پلٹ کر اسے دیکھا۔

"اسے جلیبیاں پسند نہیں۔۔وہ لے کر نہ جانا۔۔او۔کے۔۔ اور ہاں! وہ بلیک کافی بالکل بھی نہیں پیتا۔۔" اس نے اسے تفصیلاً بتایا اور ساتھ ہی ساتھ معنی خیز انداز میں اسے دیکھ کر شرارتی ہنسی ہنس دی۔

"ام م م۔۔ اچھا۔۔" جواباً وہ بھی کھلکھلا کر ہنسی اور وہاں سے چلی گئی۔

وہ سمجھ چکی تھی کہ اسے کیا کرنا ہے؟ وہ کچن میں آئی تو وہاں کوئی نہیں تھا۔اس نے ساز پین اٹھایا اور کافی کے لیئے پانی گرم کیا۔ دودھ کے لیئے اس نے ادھر ادھر نگاہ دوڑائی لیکن اسے دودھ کا برتن کہیں نظر نہیں آیا۔فریج میں دیکھا تو وہاں صرف مٹھائی ہی مٹھائی تھی۔

"یہی پیئے۔۔" اس نے بلیک کافی کپ بورڈ سے نکالتے ہوئے خود سے کہا اور اندر ہی اندر عارفہ کی بات کو سوچتے ہوئے گدگدائی۔

"اسے جلیبیاں پسند نہیں۔۔وہ لے کر نہ جانا۔۔او۔کے۔۔ اور ہاں! وہ بلیک کافی بالکل بھی نہیں پیتا۔۔"

اس نے پلیٹ میں بالترتیب مٹھائی کی بجائے جلیبیوں کو رکھا اور گرم کھولتے پانی میں کافی ڈالتے ہوئے خوب کھلکھلا کر ہنسی۔

"اب آئے گا مزہ۔۔"اس نے کافی کا کپ ایک ہاتھ میں پکڑا اور دوسرے ہاتھ میں

جلیبیوں سے بھری پلیٹ کو۔۔

باہر آئی تو ثمرین اور ماہم کو اپنا منتظر پایا۔

''کہیں تو میں ہیلپ کروادوں آپکی؟؟؟'' ماہم نے اسے تنگ کرتے ہوئے کہا۔

''نہیں اسکے لیئے میں اکیلی ہی کافی ہوں۔۔'' وہ بھی اسی کے انداز میں بولی۔

ثمرین نے محبت بھری نگاہوں سے اسے دیکھا۔ایک عرصے بعد وہ کھلکھلا کر ہنسی تھی۔

''تھینک گاڈ۔۔ تم ہنسی تو۔۔میں جانتی تھی تمہارا اعلاج۔۔یہیں فیصل آباد میں ہی ہے۔۔''

''شکریہ ماں۔۔'' اس نے محبت سے کہا۔

پہلی بار اس نے انہیں ماں کہہ کر پکارا تھا۔ثمرین کی آنکھوں سے آنسو زار و قطار بہنے لگے۔

''شکریہ کی کوئی بات نہیں آئم بیٹی۔۔خیر جاؤ۔۔کافی ٹھنڈی ہورہی ہے۔۔''انہوں نے اسکا گال تھپتھپایااور وہاں سے چلی گئیں۔

''بیسٹ آف لک۔۔'' ماہم نے ہاتھ کے اشارے سے کہااور پھر وہاں سے چلی گئی۔

☆☆☆☆☆☆☆

اسے اسکا انتظار کرتے ہوئے تقریباً آدھے گھنٹے سے زیادہ کا وقت ہو چکا تھا لیکن وہ ابھی تک نہیں آئی تھی۔اس نے ایک نظر اپنے موبائل پہ ڈالی اور وقت دیکھا۔

"ایک بج کر تینتیس منٹ۔۔" وہ زیرِلب خود سے بولا۔

"اس رشتے سے تو وہ خوش ہو گی؟؟""کیوں خوش نہیں ہو گی؟؟آخر مجھ میں کمی کس چیز کی ہے؟؟" اس نے خود کو خود ہی جواب دیا۔

آئم سیڑھیاں چڑھتے ہوئے چھت کی جانب آئی تو اس کے منہ سے ادا ہونے والے یہ الفاظ سن کر وہ بے ساختہ ہنس پڑی۔

"کامن سینس۔۔یعنی کہ۔۔عقلِ سلیم کی۔۔۔"

اس نے اسے پیچھے مڑ کر دیکھا تو جہاں کھڑا تھا،وہیں ساکت رہ گیا۔وہی ہنسی۔۔وہی لہجہ۔۔وہی انداز۔۔اور وہی طنز۔۔جو اس نے آج سے دو سال پہلے اس پہ کیا تھا۔

وہ اسکے قریب آئی اور کافی کا کپ اسکے سامنے کرتے ہوئے بولی۔"آپکی کافی۔۔"

اسے نہ کافی کی ہوش رہی اور نہ ہی اسکی کہی کسی بات کی۔وہ تقریباً حواس باختہ ہو چکا تھا۔۔اسے یاد رہا تو صرف اسکا ہنستا مسکراتا چہرہ۔

"ایکسکیوزمی۔۔۔" اس نے ذرا زور دے کر کہا تو وہ اپنے حواسوں کو بحال کرتے

ہوئے بولا۔

"ہاں۔۔" اس نے آنکھیں جھپکا کر اسے دیکھا تو آئم نے اشارۃً کافی اسکے سامنے کی۔

اب اسے اسکی کافی کے حوالے سے رائے کا انتظار تھا۔

اس نے ایک گھونٹ بھرا ہی تھا کہ اسکی آنکھیں پھیل سی گئیں۔ کافی کا گھونٹ وہ بمشکل ہی حلق میں اتار پایا تھا۔

"یہ کیا؟؟؟ بلیک کافی؟؟؟" اسکی طرف سے شدید قسم کے ردِ عمل کا اظہار دیکھ کر آئم کے ہونٹوں پہ پھیلی مسکراہٹ اور گہری ہوتی چلی گئی۔

"ہم فیصل آباد کے لوگ بے مروت ہیں نا؟؟ تو ہماری ہر چیز بھی بے مروت ہے مسٹر احمر مرتضیٰ صاحب۔۔" اس نے صاف اور واضح لفظوں میں خوبصورت انداز سے طنز کیا۔

"اگر آپ کے ہاتھ کی یہ بے مروت کافی ہمارے نصیب میں لکھی ہے تو مروت کی کس کمبخت کو ضرورت ہے بھلا؟؟؟"

وہ مسکرایا اور ہیر و بنتے ہوئے ایک اور گھونٹ بھر کر اسکی طرف دیکھ کر پھر سے مسکرایا۔

اب کے اس نے مٹھائی کی پلیٹ اسکے سامنے کی۔ پلیٹ میں موجود جلیبیوں کی طرف

دیکھتے ہی اسے ایک اور بڑا دھچکا لگا۔ وہ سمجھ چکا تھا کہ وہ اسے تنگ کرنے کے ارادے سے ہی آئی ہے۔

"مس۔۔ایمن فاروق صاحبہ۔۔" اس نے اسے محبت بھری نگاہوں سے دیکھا تو وہ اس سے نظریں چرانے لگی۔

"اب آپکے نام ہو چکے ہیں ہم۔۔ ہمیں کچھ بھی کھلا دیں گی تو اُف تک نہیں کریں گے۔۔" وہ معنی خیز انداز میں بولا تو آئم نے نظریں اٹھا کر اسے دیکھا۔

"تو زہر بھی چلے گا؟؟" وہ تمسخریہ انداز میں بولی۔

"تو کیا آپ کے پاس خالص زہر دستیاب ہے؟؟؟" اس نے بھی اسکی کے انداز میں کہا۔

"ہاں۔۔ہے نا؟؟" وہ ذرا ہولے سے بولی۔

"کیا؟؟" وہ رومانٹک انداز میں بولا۔

"یہ بلیک کافی۔۔" اس نے اسکے ہاتھ میں موجود کافی کے کپ کی طرف اشارہ کیا۔

"اب اس زہر کا کہاں اثر ہونے والا ہے مس آئم؟؟؟ یہ تو اب امرت کر چکا ہے مجھے۔۔" وہ گہری سانس لیئے بولا تو آئم شرماتے رہ گئی۔

"تو تمہیں شرمانا بھی آتا ہے؟؟" اس نے پلیٹ میں سے ایک جلیبی اٹھا کر حیرانگی کا

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

اظہار کیا۔

"تو؟؟؟؟" آئم لڑنے والے انداز میں بولی۔

"مجھے تو لگا تھا۔۔ تم پہلے کی طرح۔۔ بد تہذیب، بد لحاظ اور۔۔۔"

"ایکسکیوز می۔۔۔۔" اس سے پہلے وہ اپنی بات پوری کر پاتا اس نے اسکی بات کاٹی۔

"واپس کیجیئے میری کافی۔۔ اور یہ مٹھائی بھی۔۔۔" اس نے جلیبی اسکے ہاتھ سے چھینی اور کافی کے کپ پہ جھپٹی۔

"ہاں تو۔۔ یہ لو۔۔ ویسے بھی دل پہ پتھر رکھ کر ہی برداشت کر رہا تھا یہ دونوں چیزیں۔۔" اس نے شرارت بھری نگاہوں سے اسے دیکھا اور اندر ہی اندر گدگدایا۔

"تو بس۔۔ ٹھیک ہے۔۔ اب پتھر ہی رکھیئے۔۔" وہ منہ بسور کر بولی اور وہاں سے جانے لگی۔

"تو پھر میں ہاں سمجھوں؟؟؟" وہ استفہامیہ انداز میں بولا تو وہ جاتے جاتے رکی۔

"ہاں۔۔" وہ پلٹ کر بوکھلاتے ہوئے بولی۔ "نن۔۔ نہیں۔۔ نہیں۔۔۔"

"ہاں یا نہیں؟؟؟" وہ محبت سے مسکرایا۔

"رات بہت ہو گئی ہے۔۔ مجھے چلنا چاہیئے۔۔"

"رکو۔۔" وہ اسکے قریب آیا۔

"رات تو واقعی بہت ہو گئی ہے۔۔اب مجھے اپنی زندگی کی صبح کا انتظار ہے۔۔ ایسی صبح جس میں تمہارا ساتھ ہو؟؟ "

اس نے نظر اٹھا کر اسے دیکھا اور رشکیہ انداز سے مسکرا دی۔

"تم نہیں جانتی کہ کتنی راتیں میں نے اذیت میں گزاری ہیں۔۔ اب ایک رات اور نہیں۔۔ مجھے تم چاہیئے ہو۔۔تمہارا خوبصورت احساس۔۔تمہارا خوبصورت ساتھ۔۔ "

"سوچ لیجیئے۔۔۔کیونکہ ہر صبح۔۔میرے ہاتھ کی بلیک کافی ہی آپکے نصیب میں ہو گی؟؟" اس نے مذاحیہ انداز میں کہتے ہوئے اسے دھمکایا جس پہ وہ قہقہہ لگا کر ہنسا۔

"منظور ہے میڈم۔۔" وہ سر کو ذرا خم دے کر بولا تو وہ اسے تشکر یہ نگاہوں سے دیکھتے ہوئے مسکرائی۔

بھلے ہی ایک مذاق نے انکی زندگی کے کئی سالوں کو ان سے چھین لیا تھا۔لیکن اسی مذاق نے بہت سی زندگیوں کو بھی بچا لیا تھا۔جہاں وہ اس مذاق کو "تلخ یاد" کہتی تھی۔آج ثمرین خان کے رکھے گئے ناول کے نام کے مطابق اسے "خوبصورت مذاق" کہا کرتی تھی۔زندگی کی طرف سے ملنے والا یہ گھاؤ بھلے ہی بہت گہرہ تھا۔لیکن اس پہ کیا

گیا صبر اور اسکا صلہ انہیں اللہ کی طرف سے ایک دوسرے کے ساتھ کی صورت میں دیا گیا تھا۔

****

❤ختم شدہ❤

ہماری ویب میں شایع ہونے والے ناولز کے تمام جملہ و حقوق بمعہ مصنفہ کے نام محفوظ ہیں۔

ہمیں اپنی ویب نیوایرا میگزین(New Era Magazine)کیلئے لکھاریوں کی ضرورت ہے۔اگر آپ ہماری ویب پر اپنا ناول،ناولٹ،افسانہ،کالم،آرٹیکل،شاعری،پوسٹ کروانا چاہیں تو اردو میں ٹائپ کر کے مندرجہ ذیل ذرائع کا استعمال کرتے ہوئے ہمیں بھیج سکتے ہیں۔

(Neramag@gmail.com)

(انشااللہ آپ کی تحریر ایک ہفتے کے اندر اندر ویب پر پوسٹ کر دی جائے گی۔مزید تفصیلات کیلئے اوپر دیئے گئے رابطے کے ذرائع کا استعمال کر سکتے ہیں۔

شکریہ ادارہ: نیوایرا میگزین